وقت خدا ہے

ترتیب و ترجمہ

از

عابد رضا بیدار

رام پور انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹل اسٹڈیز
۱۹۶۹ء
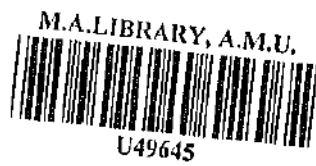
بھائی میاں کے نام

جو
میرے رگ و ریشے میں زندہ ہیں

---

(۲)

میرا پہلا معلّم، میرا پیارا باپ
گونج اُٹھی اس کے قدموں کی بھاری چاپ
گونج کو لے کر وقت کے سائے پھیل گئے

میرا پہلا معلّم، میرا پیارا باپ
لرز اُٹھی اسکے قدموں کی مدھم چاپ
مدھم چاپ پہ شاید سائے ٹھہر گئے

کس نے ایسا چاہا جو میں چاہوں گا

....

(اپنا چاہا کب کب ہوتا ہے یارو)
میں تو جب بھی بیٹھا ہوں بس یہ چاہونگا
لرز اُٹھی ہے قدموں کی جو مدھم چاپ
میرے دل کا درد، میرے افکار کا گیت
میرے کانوں کی موسیقی بنی رہے
میرے دل کا درد میرے افکار کا گیت
کوئی بدلے کاش یہ دنیا کی ریت

لرز اُٹھی ہے قدموں کی جو مدھم چاپ
اس کو بھی ڈس لیگا آخر وقت کا سانپ

سات برس کی آٹھ برس کی عمر ہی کیا
لیکن دل پر نقش ہے اب تک ساری بات
میرے پہلے معلّم کی وہ دھاری بات
کبھی نہیں ہے وقت کے پہیے کو ٹھہراؤ
کس کے روکے رُکا ہے اس دریا کا بہاؤ

لمحہ فانی بھی، لمحہ ہی ابدقرار
لمحہ ہیں دنیا، لمحے کا سب بیوپار
آج ہمیشہ کل میں ڈھلتا جاتا ہے
مجھے تمھیں یہ وقت بدلتا جاتا ہے

ہر فانی لمحے کو ابد بناتے جاؤ
دنیا کو سمجھو پر تو ٹھکراتے جاؤ

آج کی محفل کل کا مدفن ہونا ہے
جو کچھ پایا آج، وہ کل کو کھونا ہے
وقت خدا ہے! وقت سے غفلت ٹھیک نہیں!!

پیش گفتار

بنیادی طور پر یہ مجموعہ تین انوکھی ڈائریوں، اور دو مقدس صحیفوں کے ضروری، کارآمد اور اہم ترین حصوں کے ترجمے، فخرالدین رازی کے ایک نادر رسالے کے ترجمے، اور اُردو کے ایک اہم ادیب کی تحریروں سے، فکر انگیز حصوں کے انتخاب پر مشتمل ہے۔ ساتھ ہیں دو آتشہ کرنے کے لیے سینیکا، جبران، معری، ملبرنری سرین اور نطشے کے بعض منتخبات بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔

ہیمرشولڈ (م ۱۹۶۱ء) کی ڈائری ("مارکنگس") ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی، کامیو (م ۱۹۶۰ء) کی ("کارنیٹس") ۱۹۶۶ء میں، اقبال کی ڈائری عہدِ جوانی کی یادگار ہے جو ۱۹۱۰ء کے آس پاس لکھی گئی اور ۱۹۶۳ء میں چھپی۔ یہ تینوں ڈائریاں عالمی ادب میں ایک ممتاز مقام پانے کی مستحق ہیں۔

رشید احمد صدیقی اُردو میں ایک مزاح نگار کی حیثیت سے اتنے مشہور ہیں کہ ان کے اس رنگ کو اکثر لوگ ان کا ماننے سے ہی انکار کر دیں گے۔ احساسِ کمتری میں گرفتار بعض دوسرے، دنیا کے بڑے ناموں کے ساتھ ایک حقیر دیس کی حقیر ترین زبان کے ادیب کا نام شامل دیکھ کے کچھ دیر کے لیے اپنی آنکھوں پر اعتبار نہیں کریں گے، اور بالآخر مرتّب کی بے دانشی پر محمول کر کے، بغیر پڑھے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ حالانکہ اُردو کی تو بساط ہی کیا ہے، بہت سی مشہور زبانوں میں بھی ایسی جاندار فکر انگیز تحریریں کم ہی ملیں گی۔

مقدس صحیفوں میں "لاؤتزو" اور اس کے قریبی معاصر گوتم بدھ کے سلسلے کی دو چیزیں، "اقوالِ لاؤتزو: تاؤ کی کتاب" اور "دھمپد وست بیانات" اُردو میں اس لیے پیش کیے جا رہے ہیں، عظمتِ فکر کا یہ نسبتاً غیر معروف گوشہ بھی ہمارے سامنے رہے تو فکر و دانش کے نئے چراغ جلنے میں کچھ اور سہولت ہو گی۔

رازی کا رسالہ، اس مضمون کو جو بعض مفکروں کے یہاں آڑے ترچھے نقوش میں پیش کیا گیا ہے، براہِ راست اور بھرپور انداز میں بیان کرتا ہے، اور اپنے استدلال اور ندرتِ فکر کے لحاظ سے اس ترتیب کا گویا ماحصل سا بن گیا ہے۔ یہ پہلی بار ۱۹۶۱ء میں تہران یونیورسٹی کے سلسلۂ مطبوعات میں محمد باقر سبزواری کے اہتمام و ترتیب سے شائع ہوا جو مصنف کے بیٹے محمد کے انتقال پر سلطان بہاؤالدین کی تعزیت کے جواب میں سلطان کے نام لکھا گیا ہے۔

عباس رضا بیدار

(1)

رومی نے کہا ہے

رومی نے کہا ہے اللہ والوں کا کوئی مخصوص مذہب نہیں ہوتا ان کا مذہب صرف اللہ ہوتا ہے

الحمد للہ! ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم

مالک! میرے اندر سے مجھے دکھا سکیں مجھے تیرے لئے راستہ بنا سکوں
میرے اوپر جو کچھ بیتا اس کے لئے تیرا شکر گزار ہوں ... دوسروں کی ضرورتوں کو نہ بھولوں۔

اپنی محبت قائم رکھ ... میں جو کچھ بھی کروں تیری عظمت کو دوبالا کرنے کے لئے کروں ... کبھی ناامید نہ ہوؤں ... کہ میں تیرے سامنے میں ہوں۔ اور تیرے پاس سب طاقت اور نیکی ہے مجھے ایک صاف دل دے دے کہ تجھے دیکھ سکوں! ایک حقیر دل کہ تیری خدمت کر سکوں! ایک نہایت کشادہ دل کہ ہمیشہ تیرے اندر رہ سکوں!!

جو کچھ ہو چکا ہے اس کے لئے شکر گزاری ... اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کے لئے سر تسلیم خم....

سب سے پہلے سب سے بالا

"ناشنیدہ" — خدا کے ہاتھوں میں رہنا!!

جب تک تم "ناشنیدہ" میں رہتے ہو تم سب سے پہلے سب سے بالا ہو۔ یہ تمہاری اخلاق کی کتاب کا پہلا سبق ہے اس کو مضبوطی سے گرفت کر لو!

خود نوشت

یہ اپنی بات دوسروں تک پہنچانا بھی کیسی حماقت ہے۔ آخر اس چیز کی تمہارے لیے اس قدر اہمیت کیوں ہو کہ کم سے کم کوئی ایک فرد تمہارے اندر جھانک سکا ہے؟؟ آخر یہ سب کچھ لکھنے کی ضرورت کیا پڑی؟ میرا خیال ہے اپنے ہی لئے! شاید!! پھر دوسروں کے لئے بھی تھا

خود گزشتہ

سائنسدان صرف اس چیز کا ریکارڈ رکھتا ہے جو تجربات سے حقیقت بن جاتی ہے۔ اسی طرح کسی کے شخصی تجربات ہیں کیا جو کچھ نادر و نایاب چیز تجربہ سامنے آ جائے وہ لکھ لینے کو کہتا ہے تاکہ دوسروں کی عبرت یا موعظت کا سامان بن سکے۔

لفظ کا احترام

لفظ کا احترام ـــــ انتہائی احتیاط اور پاکیزگی سے ہوش و دل محبت کے ساتھ اس کا استعمال ضروری ہے اگر سماج یا نسلِ انسانی کو آگے بڑھنا ہے۔ لفظ کا غلط استعمال انسان کی توہین کرنا ہے۔ ایسا کرنے سے ہم پہلے اکھڑ جاتے ہیں کنووں میں اور پھسل جاتا ہے اور یہ انسانی ارتقا کی پہیئے کو پیچھے کی طرف گھما دیتا ہے۔

اندر کی آواز

جتنا زیادہ تم اپنے اندر کی آواز کو سنو گے اسی کے بقدر بہتر طور پر تم باہر کی دنیا میں پیدا ہونے والی آوازوں کو سن سکو گے ـــــ اور بول وہی سکتا ہے جو سنتا ہے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی

ہر لمحہ انتخاب کا کام تم خود کرتے ہو مگر تم خود کبھی اپنے آپ میں ڈوب کے اپنے کو بھی انتخاب کر پاتے ہو؟ جسم اور روح میں ہزاروں امکانات پوشیدہ ہیں جن کے ذریعہ تم کتنے ہی "انا" تعمیر کر سکتے ہو لیکن ان میں سے صرف ایک "انا" ہی انتخاب کرنے والے اور منتخب ہونے والے کا قابل میل ہے۔

تنہائی

تنہائی موت کی مانند طاری ہونے والی بیماری نہیں ہے۔ قطعی نہیں۔ لیکن موت کے سوا اس کا کوئی علاج؟ اور کیا جوں جوں موت نزدیک آتی جاتی ہے تنہائی کا سمندر شوار سے دشوار تر نہیں بنتا جاتا؟

اطلبوا العلم ولو کان .....

کوئی ایسا نہیں ہے جس سے تم سیکھ نہ سکو۔ خدا سب انسانوں کے ذریعہ اپنا اظہار کرتا ہے اور تم خدا کے سامنے ابھی تعلیم کے ابتدائی مراحل بھی نہیں طے کر پائے ہو۔

تسبیح و مناجات

عبادت الفاظ میں منجمد ہو کے ایک مستقل الٰہی لہر کا سلسلہ پیدا کر دیتا ہے
جس پر اس سے مکالمہ جاری رہے گا اس وقت بھی جب ہمارے دماغ کسی
دوسرے معاملہ میں الجھے ہوئے ہوں!

اب تم جواب دینے کے قابل ہو گئے

جب تم ایسے مقام تک پہنچ جاؤ جہاں تم کسی جواب ملنے کی توقع
نہ رکھو تو بالآخر تم جواب دینے کے قابل ہو سکو گے۔ اس طور پر کہ کوئی دوسرا تمہارا
جواب پا سکے اور پھر وہ اس کے لئے شکر گزار ہو!

تکمیل عشق

جب محبت پختہ تر ہو جائے اور خودی کو نور میں تحلیل کر دینے سے خود اسی میں
روشنی کی جوت نکلنے لگے۔ اس وقت عاشق محبوب کے سہارے سے بے نیاز ہو کے
آزاد ہو سکے گا ـــــ اور محبوب بھی اسی وقت تکمیل کو پہنچ سکے گا جب عاشق سے
آزاد ہو جائے گا!

میرا ماحول میری زندگی ہے

جس سماج میں وہ پیدا ہوا ہو اس سے اپنے آپ کو الگ کر لینا، انقلابی کے
لئے زندگی نہیں موت کی راہ ہے۔

خاموش گفتگو کا بدل کہاں

دو دلوں کے درمیان خاموش مکالمہ کا بدل، وہ الفاظ میں کچھ بھی کہنے کی کوشش
کیوں نہ کریں ہرگز نہیں ہو سکتا ہے!

رنگوں کی پرکھ

اگر کوئی رنگوں کو کچھ کہنا چاہتی ہے تو اسے اپنے آپ کو سارے رنگوں سے
وابستہ کرنا پڑے گا!

معافی

ہمیں معافی مانگنا بھی چاہئے اور دوسروں کو معاف کرنا بھی چاہئے۔ خدا کی
حضوری کا ہمیں ہوا ہے اور اس کے درمیان کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اور ہمیں معافی
مل جاتی ہے۔ لیکن ہمیں اس کی موجودگی کا احساس ہو ہی نہیں سکتا اگر ہمارے
اور دوسروں کے درمیان اس کے علاوہ اور کوئی چیز بھی آ جاتی ہے۔

فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

اطاعت شعاری کے بعد —— اس طور پر کہ نظر میں منزل بھی رہے!
خوف سے آزادی مل جاتی ہے۔ خوف سے آزادی کے بعد زندگی کی راہیں کھل جاتی ہیں، اور اس سے پرے محبت کا راج ہے۔
پھر اس کے بعد؟ یہ کیا پوچھنا!! اس کے بعد تو ایک مطلب اور مانگ ہے جو تم پہلے ہی جانتے ہو جتنا کچھ اس کے بارے میں جاننا ضروری ہے! اس کا تمہارا پیمانہ تو تمہاری فطرت ہے

نیک رفاقت

سچ پوچھو کہ یہ رفاقت کی، نیکی کی —— اس رفاقت کی جس کی بنیاد نیکی پر ہو، اور اس نیکی کی جو رفاقت میں مل جائے۔
زندگی کے مطالبوں کو زندگی ہی پورا کر سکتی ہے —— اور یہ بھری بھیک بھی ہو سکتی ہے، اس لئے کہ زندگی کا انداز اس قسم کا ہے کہ میں اپنی انفرادیت کو پا سکتا ہوں یا دوسروں کے لئے پل بن کر نیکی کے سمندر میں ایک پتھر بن کر۔

خالی انڈے کا خول

خالی انڈے کا خول پانی کے اوپر آسانی سے تیرنے لگتا ہے، خوب بہتا چلا جاتا ہے۔ اپنے کام کے لئے وہ خاصا ہلکا پھلکا ہو چکا ہے۔ اب سوائے چھلکے کے اس میں ہے ہی کیا! اصل چیز تو ہے نہ غذا!!

خود سپردگی

دوسروں کی طرف ہم بڑھتے ہیں —— اور مایوس لوٹتے ہیں۔ اس لئے کہ خود سپردگی کی ہم نے کبھی ہمت ہی نہیں کی!

وقت، شہرت اور اہلیت

وقت گزر رہا ہے —— شہرت بڑھ رہی ہے —— اہلیت گھٹ رہی ہے۔

بات چیت

دوسروں سے صرف وہ بات کرو جو ان کے لئے اہمیت رکھتی ہو، صرف وہ بات کہو جس کے جاننے کی انہیں ضرورت ہے اور صرف اس لئے بات کرو کہ انہیں کسی تعلق پہنچتا ہے۔ بلند آواز سے سوچو، صرف ان لوگوں کے ساتھ جن کے لئے اس کا کچھ مفہوم ہو۔ اور [illegible] بات کر کے وقت یا خاموشی کی خاطر [illegible] کرنا اچھا [illegible]

سرسری بات بہت سے ان گفتہ بیانات کی حامل ہو جاتی ہے دو افراد کے درمیان
گفتہ بن جاتی ہے جو ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں۔

نام کے لیے

آخر ہم سب نے یہ کوشش کی ہے کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندہ لوگوں کے
خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام! اپنے نام! اور ہمیشہ سے تو ہم
یوں بھی بچ ہی نہیں سکتے۔ ہماری زندگیوں اور ہمارے اعمال کے نتائج کھرچے
نہیں جا سکتے۔ نہ انہیں امتیاز و نشان سے جدا کیا جا سکتا ہے — وہ عزت کا
باعث ہوں یا شرمندگی کا!

جہاں تو ہے

تو قلم سنبھالتا ہے اور سطریں ناچتی گاتی ہیں تو بانسری لیتا ہے اور نغمے
پھول برسانے لگتے ہیں تو برش پھیرتا ہے اور رنگ نغمے بن جاتے ہیں۔ اسی طرح
مکان میں جو [illegible] ہے ہر شے کا ایک مفہوم ہر چیز میں ایک حسن ہوتا ہے۔
جہاں تو ہے! پھر بتا کس طرح کوئی چیز تجھ سے بچا رکھ سکتا ہوں۔

انا الحق

میں! میں نہیں! بلکہ میرے اندر موجود خدا!

آواز پر آواز

لبیک کہنا کسی کی ہر آواز پہ آواز دینا!!

جدھر لے جائے

کہاں؟ یہ میں نہیں جانتا۔ اس کے لیے میں پوچھتا بھی نہیں!

زیست کرنے کا سلیقہ صوفیانہ

اس امر کی تشریح کہ زندگی کیسے گزاری جائے۔ جیسے قرون وسطیٰ کے صوفیوں کے
یہاں تھی جن کے لیے خود سپردگی ہی خود آگاہی کی راہ تھی، اور جنہوں نے ذہنی یکسوئی اور
اندرونی ہمت میں وہ قوت پائی تھی کہ [illegible] گرد کی ہر الگ بات کہہ سکیں اور ہر آنے
والے واقعہ کا مقابلہ کر سکیں جو زندگی نے ان کے لیے مقدر کر رکھا تھا۔

طویل ترین سفر

طویل ترین سفر [illegible] کا سفر ہے اندرون کا سفر۔ اس کا سفر جس نے اپنی حقیقت کی
[illegible] اپنے وجود کے سرچشمہ کی کھوج۔ اور کیا واقعی

کوئی سرچشمہ بھی!

کوئی تنہائی سی تنہائی ہے

تنہائی کا اتنا وسیع سمندر جس میں سے میں نکل ہی نہیں سکتا۔ شاید اس قدر
تنہائی تو نے مجھے اس لئے بخشی ہے کہ سب کچھ صرف تجھے سونپ سکوں۔

وحدت الوجود

اس دنیا میں جو کچھ بھی تمہارے سامنے آئے اس میں خدا موجود ہے بالکل
اسی طرح وہ تمام کمال تمہارے اندر ہے۔

زندگی کا مطالبہ

زندگی تم سے صرف اس قوت اور سکت کا مطالبہ کرتی ہے جو تمہارے اندر
ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں!

آخری بازی بھی لگا دینے والے

ناکامی کے بعد خودکشی اور کامرانی کے بعد فخر و غرور کے جذبے سے اسے نفرت
تھی۔ شاید وہ اس راز کو جانتا تھا کہ اپنی سکت بھر اس نے تو اپنی آخری بازی بھی
لگا دی ہے۔ اب اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے کہ آنکھ والے کیا فیصلہ
دیتے ہیں۔

انسانی حدود

جو چیز بھی زندگی کو قدر بخشتی ہے اسے تم حاصل کر سکتے ہو۔ اسے تم کھو بھی
سکتے ہو۔ مگر مستقل طور سے اس پر قابض نہیں ہو سکتے۔
اس بات کا سب سے زیادہ جس قدر بھی اطلاق ہوتا ہے وہ ہے زندگی کے بارے
میں حقیقت کا انکشاف۔"

تم نے سننا ہی نہیں چاہا

تم اپنی قوت سماعت کیسے بحال رکھ سکتے ہو جبکہ تم نے سننا ہی نہیں چاہا؟
یہ بات کہ خدا تمہارے لئے خاص فرصت سے چھٹکارا تمہارے نزدیک ایک امر طے
شدہ ہے بالکل ایسے ہی جیسے یہ بات کہ تم اس کے لئے وقت نہیں نکال سکتے!

سچ لکھنے والا

ماسٹر ایکہارٹ کہتا ہے: وہ بات جو تحریر کر رہا ہے وہ سچی بات لکھ رہا ہے

.....من السمع والبصر والفؤاد

جیو تو ایسے جیو کہ جو کچھ تمہیں ملا ہے (من السمع والبصر والفؤاد) اس کا استعمال کر سکو، پورا پورا اور اچھا استعمال!

دوسرے اور ہم

خیال کا ایک دھارا سا بہتا ہے: کیا اچھا ہوتا اگر میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ جب کہ دوسرے لوگ تمہیں ایک معقول تنخواہ، بینک بیلنس، اور بغل میں دبے ایک چرمی تھیلے کے ساتھ دیکھ کر سوچتے ہوں گے ہیں کہ تم اپنے وجود کو کبھی نہیں جھٹلا سکتے "تم کیا ہو!" ان کی دلچسپی اس میں ہو سکتی ہے، نہ کہ اس میں کہ "تم کیا ہونے والے تھے"

زرِ خسارہ

یہ بات کہ ہمارے دام سستے لگیں، یا قیمتی ہی نہ لگے، یا ہم سے ہماری قیمت کے بارے میں فریب کیا جائے، یہ بات ممکن ہی نہیں ہے جبکہ ہماری ہر خدمت کیلئے ایک مقررہ اور اہم استحقاق سے زیادہ مزدوری پا چکے ہوں!

وہ آنے والا کل

وقت کی گاڑی اس آخری دن کی جانب اپنی کشاں کشاں کھینچے لیے جا رہی ہے۔

اس کا تصور بھی کتنا اطمینان بخش ہوتا ہے کہ ایسا یقینی سچ ہے جیسے کہ ایک لمحہ ایسا بھی ہے جس کے بعد ہمیں جبر سے وقت کا سوال باقی نہیں رہتا۔ وہ لمحہ جس میں ایک لمحہ کے اندر دن اور سال سما کے چلے جاتے ہیں!

ان دیکھا ہاتھ

کسی اہم فیصلہ پر عمل درآمد سے پہلے ہی ایک کھلا ہوا ان دیکھا ہاتھ دیکھ لیتا ہے اور اچانک ہی ان بہت سی باتوں کا ثبوت مل جاتا ہے جن پر یقین کرنے کی ہم ہمت بھی نہیں کر سکتے تھے۔

وقت کی اضافیت

وقت کا عرصہ اس کے لئے ہمیشہ طویل لگتا ہے جو انتظار کرتا ہو، خواہ کسی کا انتظار، برسات کی رم جھم کا انتظار، یا کسی عزیز کا انتظار! پھر وقت کا یہ عرصہ اس وقت بھی طویل لگتا ہے جب وہ اپنی سوچ کا ایک ایک لمحہ ایک خوشگوار دن کے ہر ہر لمحہ کی نذر کر چکا ہوتا ہے۔

لمحے کے امکانات

موجودہ لمحہ کی اہمیت ہے، جا چکے والے اور آنے والے زمانوں میں پل کی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنے امکانات کے سبب اپنی وسعتوں کے باعث! اس لمحہ میں کیا کچھ نہیں ہے جو ہمارے اندر خالی پن کو بھر سکتا ہے، جو سب کا سب ہمارا ہو سکتا ہے اگر شرط یہ ہے کہ ہم اس کے اہل ہوں!

نئی سرزمینوں کی دریافت

ان چیزوں کو ہم آزمانا چاہتے ہیں جو ہماری زندگی میں کھو گئے ہوئے۔ کچھ بارے بارے میں ہو چکا ہے کیونکہ ایک آشنا سی چیز کی سرحد پر ان سے قریب تر ہوتی جا رہی ہیں لیکن نئی سرزمینوں کی دریافت کا سہرا کم ہی لوگوں کے سر بندھتا ہے۔

ناشنیدہ

اب ـــ جبکہ تم نے اندیشوں اور وسوسوں پر قابو پا لیا ہے، خود اپنے اندیشوں اور دوسروں کے اندیشوں پر اور وہ ملا چکے ہو، تمہارے اندر ایک ناشنیدہ کی سرحد پر طاری ہے جہاں ہر جانی پہچانی چیز ختم ہوتی ہے لیکن اس سے پرے ایک سرچشمہ ہے جو تمہارے وجود کو اپنے امکانات سے سرشار کیے دے رہا ہے۔

عظیم موت

موت کے متلاشی مت بنو، موت خود ہی تمہیں پا لے گی۔ اس کے بجائے اس راستہ کی تلاش کرو جو موت کو تکمیل بنا دیتا ہے اور عظمت و جلال بخشتا ہے!

موت سے مانوسیت

تمہارے جسم کو اپنی موت سے مانوس ہونا چاہیے ساری صورتوں اور حیثیتوں میں ـــ جو صاف، واضح اور جذباتی لگاؤ سے متوازن اقدام ہے، اس منزل کی طرف جو تم نے اپنی زندگی کے لیے بہتر سمجھ کے اپنایا ہے!

تکمیل زندگی

قربانی میں ایک عنصر کی حیثیت سے موت ایک تکمیل کا کام ہے لیکن بسا اوقات یہ تنزل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

موت پر فتح

شہزادہ شخص موت کو فتح کر سکتا ہے جس کے جسم نے اپنے بارے میں یہ سیکھ لیا ہے کہ کس طرح وہ محض ایک وسیلہ ہے۔

صلیب کی راہ

وہ جو اپنے آپ کو اس کے قدموں میں لا چکا ہے وہ جانتا ہے کہ راستہ صلیب ہی پر ختم ہوگا، چاہے سامنے مسرت و کامرانی کی فتح کے دروازے سے دالان آراستہ ہوں!

آزادہ روی: قلندریت

آزاد زیست! ہاتھ جھاڑ کے ایک دم اٹھ کھڑے ہونا! اور ایک بار مڑ کے دیکھے بغیر اپنے پیچھے اپنا سب کچھ چھوڑ دینا ——— سر تسلیم خم کر دینا! لبیک کہنا!

زندگی کا خلا

کیا تمہارے پاس زندگی کے خلا کو بھرنے کے لیے بس اتنا ہی کچھ ہے کہ اپنے کھوکھلے پن پر اظہار نفرت کرتے رہو؟

دیانت داری

ایسا کبھی نہ کرو کہ خود اپنے تجربات اور معتقدات کو جھٹلا دو، محض سکون و عافیت کی خاطر!

ہائے وہ نصب العین

مجھے کچھ دو، جس کی خاطر میں مر سکوں!

اس تنہائی کو روح فرسا بنانے والی یہ بات نہیں ہے کہ میرا بوجھ بانٹنے والا کوئی نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہ میں محض اپنا بوجھ ہی اٹھائے ہوئے ہوں!

اس لیے ——— دعا کرو کہ تمہاری تنہائی تمہیں کوئی ایسی چیز تلاش کر لینے پر آمادہ کر دے جس کی خاطر تم زندہ رہ سکو، جو اتنی عظیم ہو جس کے لیے تم مر بھی سکو!

انسان ہے پیالہ و ساغر بنا ہوں میں

تو میں اس کام کی تکمیل کروں جس کے آغاز کی مجھے اجازت ملی تھی ...... جام کا سرمایۂ افتخار یہ ہے کہ اس میں کچھ پیا جائے! اس کی نیازمندی اس میں کہ وہ خدمت گزاری کرے۔ پھر اس کے نقائص کی کیا اہمیت ہے!

(اور غالب اس کے برخلاف کہتا ہے: انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں!)

آہ! انساں کی خواہش بیتاب

کمرے میں گرد سی کہ اڑی جاتی ہے۔ ہوا رک رک کے بھاری ہو رہی ہے دم گھٹا جاتا ہے ——— اور ہم ہیں کہ آخری لمحے تک اس کمرے کو چھوڑنے کے لیے آمادہ نہیں۔

یادوں کے سائے

"ہم بھائی بہنیں گھر پہ کیسے خوش تھے، مجھے وہ کرسمس یاد ہیں جب ہم سب جمع ہوتے تھے، اس وقت کون یقین کر سکتا تھا کہ کبھی بھی زندگی ایسے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے بکھر جائے گی" یہ الفاظ لکھے ہوئے مجھے تیس سال ہو گئے اور اب اس کی بچی اپنے بچپن اور اپنی زندگی کے بارے میں بعینہٖ یہی "کتبہ" لکھ رہی ہے!

تعطیل کی شوخی

کار کے حادثے میں لڑھک کے نیچے گرتے ہوئے اُسے تنہا ایک خیال آیا "تو بالآخر میں نے اپنا حصہ تو پورا کر دیا" اس کا اکیلا، تھکا ماندہ مگر مسرور خیال!

ایسا نہیں تھا کہ زندگی ختم ہو چکی تھی۔ زندگی اب بھی چلتی۔ لیکن زندگی کے اس خاص سفر پہ اس کا راستہ ختم تھا۔ اور پھر جب وہ ہوش میں آیا اور حقیقت کی وسعت نے اسے گھیر لیا تو وہ بمشکل اپنے آنسو ضبط کر سکا، خود رحمی کے آنسو، ناامیدی کے آنسو! کہ "چھٹیاں بتانے" کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے!

نئی راہیں کھولنے والا

اس نے نئی سرزمین کے نئے راستے کھول دیے کیونکہ اس میں جرأت تھی کہ چلتا چلا جائے اس سے بے نیاز رہ کے کہ دوسرے بھی اس کے پیچھے چل رہے ہیں یا نہیں ۔۔۔ یا اسے سمجھ بھی رہے ہیں!

شعر شخصیت کا اظہار

نظم (شاعری)، بھی ایک کام کی مانند ہے، اس حد تک کہ اس کو بھی اس کے خالق کی شخصیت کے اظہار کے طور پہ سمجھا جائے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نظم کے جمالیاتی معیار ہائے تکمیل کی رو سے اس کے حسن کو نظر انداز کر دیا جائے، بلکہ صرف یہ کہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے استناد کو اور صحت کو ایک اندرونی زندگی کے ساتھ مطابقت دے سکے دیکھا جائے گا!

اپنی چال

اپنے آپ سے ہر اساں مت ہو۔ اپنی انفرادیت کے بل پھر زندگی گزارنے کی کوشش کرو، دوسروں کی بھلائی کے لیے! اور، ہاں، دوسروں کی نقل نہ کرو، ساتھی خریدنے کے لیے

ذمہ دارانہ قلندری

آزاد ہونا اور ذمہ دارانہ زیست کرنا، ہیں انسان کو اسی لیے پیدا کیا گیا تھا۔ تو جو کوئی

راستہ اپنانے میں ناکام ہوتا ہے، وہ راستہ جو اس کا اپنا راستہ تھا، تو وہ ہمیشہ کے لیے گیا!

استطاعت کے بقدر استحقاق

جو ہم آزمائی چاہتا ہے اس کی اہمیت کے بقدر اسے اس کا تجربہ ہو کے رہتا ہے اور جو کوئی قربانی دینا چاہتا ہے وہ قربان ہو کے رہتا ہے، اپنے قلب کی پاکیزگی کے بقدر!

محبت کی ناداری

ہماری محبت نادار ہو جاتی ہے، اگر ہم میں اپنے منتہیٰ کو قربان کر دینے کی ہمت نہیں۔

تم ذریعہ ہو دوسرے مقصد

دوسروں کو مقصد سمجھو نہ کہ ذریعہ، اور اپنے آپ کو مقصد، محض اس لحاظ سے کہ وہ ایک ذریعہ کا کام کرے۔

قرض

اب، ابھی اسی لمحہ مجھے وہ سب قرضہ لوٹانا ہے، جو اب تک مجھے ملا ہے۔ ماضی اور اس کے قرضوں کا بوجھ، حال کے سامنے صف بندی کیے ہوئے ہے، اور مستقبل پر میرا کوئی حق نہیں ہے۔

قرض کی واپسی

کیا ہر اس ٹکراؤ میں حسن پیدا نہیں ہوتا جو انسان اور زندگی کے درمیان ہوتا ہے جب وہ اپنا سارا قرضہ (سود در سود) لوٹاتا ہوتا ہے، زندہ رہنے پر اپنی ساری قوت مرکوز کیے ہوئے جو زندگی نے اسے ایک فریضے کے طور پر دی تھی۔

— خوبصورتی اس کے لیے ہے جو اپنا قرض ادا کرتا ہے۔ شاید دوسروں کے لیے بھی ہو۔

آدابِ مجلسی

تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز!

مجلسی ہونا، کچھ بات کرنا محض اس لیے کہ دستور و رواج کے مطابق خاموشی نامناسب ہے، ایک دوسرے سے گھلنا ملنا محض بد وضعی کا گمان نہ ہونے کے لیے کہ اس طرح موانست اور تعلقات پیدا ہوں گے! انسان بھی کہاں آ پہنچا ہے! قدرتی طور سے، ان کے نتیجے میں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم خالی خالی ہو گئے ہیں۔ روحانی قوتوں کا نامناسب

استعمال ہر جگہ یہی نتائج پیدا کرتا ہے — روحانی موت کا جنم!

دیوار

تمہارا شاندار لباس ایک نقاب ہے جو تم نے اہتمام سے اپنے اوپر اس لیے ڈال رکھی ہے کہ لوگوں کو بہتر نظر آسکو یہ ایک دیوار بن گئی ہے تمہارے اور اس ہمدردی کے درمیان جو تم نے مانگی ہے، وہ ہمدردی جو تمہیں اس دن ملی جب تم وہاں لباس سے عاری کھڑے تھے۔

اقتدار کا مستحق

قوت یا اقتدار کا استحقاق اسی کو پہنچتا ہے جو ہر روز اس استحقاق کو ثابت کرتا جائے۔

خاموشی

بہترین اور سب سے زیادہ حیرت انگیز چیز جو تمہیں اس زندگی میں پیش آسکتی ہے، یہ ہے کہ تم خاموش ہو جاؤ اور خدا کو بولنے دو، اور کام کرنے دو!

کبھی اے حقیقت منتظر ....

کوئی آہستگی سے کہتا ہے یہاں ہر شے تیری منتظر ہے، تیرے ہی لئے پتی سنورتی رہی، سال بہ سال ہزارہا نغمات جنہیں! تو کہاں رہ گیا ہے؟ کہاں ہے تو؟ کہاں ہے؟

اسی لمحہ

پیچھے مڑ کے مت دیکھو اور آئندہ کے بارے میں خواب کبھی مت بنو۔ اس لئے

نہ ماضی تمہیں واپس مل سکتا ہے نہ تمہارے دوسرے دن کے خوابوں کا اطمینان ہو سکتا ہے۔ تمہارا فرض، تمہارا انعام، تمہاری تقدیر یہاں اور ابھی ہے!

زخم اور اندمال

خدا کے حضور سر تسلیم خم، مقدر کے سامنے لبیک، اور اپنے لیے بھی گیا ہاں؟ اس سے روح زخمی ہو سکتی ہے، لیکن اسی میں اندمال کی طاقت بھی ہے!

تیاگ

تمہیں بالآخر ہر چیز چھوڑنا ہوگی۔ پھر اس چھوٹی موت پر کیوں رو رہے ہو! اسے انگیز کرو، تیزی کے ساتھ، مسکراہٹ کے ساتھ، یہ موت، مرو اور آگے جانے کیلیے آزاد ہو جاؤ! اپنے کام کے لیے یکسو! لمحہ جو فرض عائد کرے اس کے لیے

ہم تن تیار!

تم نے حق ادا نہیں کیا

تم نے حق ادا نہیں کیا! جتنا تم کر سکتے تھے نہیں کیا، اتنا کچھ تم نے کبھی نہیں کیا؟ جب تک کہ تمہارے لیے یہ ممکن رہا ہے کہ تم کسی نہ کسی قدر و قیمت یا درجے میں کچھ نہ کچھ اب بھی پیش کر سکتے تھے!

تنہا

مدت العمر ان اجنبیوں کے درمیان زندگی بیت گئی، جو نہ اس روح کے کرب کو پا سکے نہ اس زندگی کی زیریں لہروں کو، تنہا! بالکل تنہا!! مدت العمر زندہ چشموں کی پیاس رہی اور ان کی تلاش کی آزادی سے بھی محرومی رہی! قیدی کی زندگی!!

اس کا جواب سیدھا، صاف، کڑا اور وحشیانہ جواب صرف ایک ہے "اللہ" ایک میں تم اپنے آپ کو کبھی تنہا محسوس نہیں کرو گے۔ اس میں تم کو ہمیشہ اپنی فضا کا احساس رہے گا، اجنبیت کا نہیں!

انشاء اللہ

میں کیا اور میرا ارادہ کیا! ہاں جو تو چاہے!!

دروازہ

تمہیں کمرے سے باہر کر دیا جائے تو کنجی کے سوراخ سے مت جھانکو، دروازہ توڑ ڈالو یا یہاں سے چلے جاؤ!

وہ سامنے ہے منزل

پیچھے مڑ کر مت دیکھو مسافر، وہ سامنے ہے منزل جہاں تم جاتے ہو!

میں

میں کیا، میری بساط کیا! مگر میرے اندر تو جو ہے!

گھٹیا قیادت

کیا اس دا سے تمہیں تکلیف پہنچی؟ اس دار میں پوشیدہ حماقت کے باعث اس لیے تکلیف پہنچی کہ قیادت کلرک کو سونپ دی گئی تھی؟ مگر کیا تمہیں اس سے بھی رنج ہی پہنچے گا اگر وہ کلرک اپنے تئیں سچ مچ قائد جیسا سمجھنے لگے!

کس کے لیے

کامیابی کس کے لیے؟ خدا کی عظمت و برتری کے لیے، یا خود اپنے لیے؟

سکے لیے آمادہ کر لے کہ پھر منطقی طور پر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہمیشہ چوراہوں پر بسر ہو۔ مگر
پھر اس شخص کو بھی الزام تو نہ دو جو ایک راستہ چن لیتا ہے۔ اس کی تعریف نہ کرو کیا الگ
بات ہے!

ھل من مزید

دونوں مسرور تھے، دونوں نے وہ انکسار اور فروتنی سیکھ لی تھی جس کا تم
تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایسی فروتنی جس تک پہنچ کے پھر آدمی تقابل نہیں کیا کرتا۔ جو چیز
موجود ہوتی ہے اُسے کسی اور، کسی مزید کی خاطر رد نہیں کرتا!

ہماری فطری ابلیسیت

ہم ایسے نقطہ تک پہنچ سکتے ہیں جہاں ہمارے لیے یہ ممکن ہو جاتا ہے کہ ہم
اولین گناہ کو پہچان سکیں، جو اس کے سوا اور اصل کچھ بھی نہیں کہ ہماری فطرت اور خمیر میں
بدی، ابلیسیت، سیاہ مندی ملی ہوتی ہے۔ یعنی اگرچہ یہ ہماری فطرت میں داخل نہ
ہو، مگر اسی فطرت کا ایک حصّہ ہے کہ ہمارے اندر مسرت کی ایک لہر اٹھتی ہے
جب خاص اس مقصد کو ضرب پہنچ رہی ہوتی ہے جس تک ہم لگے ہوئے ہیں۔۔۔ یا جب
بعض ایسے افراد پہ کوئی مصیبت آتی ہے جو ہمیں عزیز ہیں۔

اپنے نیچ پن کی تشخیص

اپنے نیچ پن پر نہ تو اپنے وجود کی مستقل تحقیر زیبا ہے اور نہ اسے وجہ افتخار
سمجھنا مناسب۔ اس کی تشخیص اور پہچان البتہ ضروری ہے اگر جہاں یہ نظروں سے اوجھل
ہوتا ہے پھر کسی عمل کی بے لاگ صداقت کے واسطے چپکے سے ایک خطرہ بھی بن سکتا
ہے!

تاریخ

روح کی تاریخ کے سوا کسی اور تاریخ کا وجود ہی نہیں! سکوان ہا لمینا ان کا لفظ
یہ معنی ہے سوائے روح کے سکون کے!

تکمیل

اپنے آپ کو اپنی راہ میں پتھر کی طرح ٹھکراتے ہوئے اس خول سے نکل آؤں کاش
آپ میں سما سکوں، اپنی تکمیل کی خاطر! اے کاش!

وقتی

تمہیں سب کچھ اسی موجودہ لمحے کو ادا کرنا ہے، لیکن محض موجودہ لمحے کے مطابق

نہیں اور اپنی آسندہ راحت یا شہرت کے لیے تو ہرگز نہیں!!

انھیں تو جھومتی گاتی حیات مل جائے

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جو تھوڑا بہت تمہاری کوششوں کی بدولت تمہارا استحقاق ہو چکا ہے وہ تمہیں نہ ملے؟ تمہاری جدوجہد کسی ایسے فرض کے ساتھ لگن کی زائیدہ ہو جس میں تم اپنے آپ کو بھی بھول جاتے ہو، صرف ایسی صورت میں تم ان کوششوں کی قدر قیمت پر ایمان رکھ سکتے ہو۔ اور اگر ایسا ہے تو منزلِ مقصود تک پہنچنے کیلیے تمہاری سعیٔ پیہم کو تمہیں یہ بھی سکھانا چاہیے کہ جب دوسرے اس منزل تک تم سے پہلے یا تمہارے بغیر پہنچ جائیں، تو تم اس پر بھی مسرت سے سرشار ہو جاؤ!

نافع اور مضر

ایسی کسی بھی چیز سے اپنے آپ کو محروم کیوں کرو جس سے کسی دوسرے کو ضرر نہیں پہنچتا اور تمہیں فائدہ ہے؛ بشرطیکہ وہ تمہارے منتخب راستے سے ٹکراتی نہ ہو!

سیرت کے رُخ

ہر نازک اقدام کے وقت ہماری سیرت کا ہر رخ اہم رول ادا کرتا ہے، ایک ضد پن کا بھی، شرافت کا بھی۔ سیرت کا کون سا رخ دوسرے کو جھکا دیتا ہے جب وہ دونوں ہمارے کسی عمل کے موقع پر یکجا ٹکرا رہے ہوتے ہیں؟

قائد

اسے قائد بننے سے کوئی نہیں روک سکتا جس کی جرأت اور سیرت ایسی ہیں کہ وہ اپنی بھاگتی ہوئی منزلِ مقصود کے سمندر دریا میں اپنے کو بہہ جانے دیتا ہے!

شیطنت کی شکست

شیطنت کو فتح مندی کے بعد بھی شکست دی جا سکتی ہے اس وقار اور ضبط سے جو ہم اپنے اعمال کے نتائج بھگتنے میں اختیار کریں!

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

کسی ایسے فرد کے لیے جس کے سپرد ایسا کام ہے جو انسان کے اندر موجود غیر معمولی امکانات کے ثبوت فراہم کرتا ہے، اگر وہ اس احساس کو فراموش کر دے کہ وہ ان شہرہ کاموں کے لیے کہیں سے مامور ہے، تو وہ قابلِ معافی نہیں ہے۔ اور جب تک اسے اس امر کا احساس ہے، تو وہ جو کچھ بھی کرتا ہے اس کے کچھ بڑے معنی بھی ہو سکتے ہیں، قیمت کسی کی نہیں ہوتی! —— اس لیے اگر وہ کوئی شکایت کرنے لگ جائے تو وہ محض

اپنے آپ کو ملزم گردان رہا ہے، اور بس!

روشنی کے انعکاس کا ذریعہ

تم تیل نہیں ہو، تم ہوا نہیں ہو، تم تو محض جلنے/ اٹھنے کے عمل کا وہ نقطہ ہو جہاں روشنی کی تخلیق میں شعلہ کی پہلی چمک نمودار ہوتی ہے۔ تم محض روشنی کی کرن کا شیشہ ہو۔ تم روشنی کو لے لو، اور اپنا سکتے ہو، بس اتنا ہی جتنا ایک شیشہ۔ اگر تم خود اپنے آپ کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے سرگرم عمل کر رہے ہو تو تیل اور ہوا کو شعلہ بنانے کے لیے ملنے میں رکاوٹ ڈالتے ہو، تم نے شیشہ سے اس کی شفافیت چھین لی!

عظیم روشنی کا نقطۂ انتشار

تقدیس عظیم روشنی بنتے ہیں، یا اپنے کو عظیم روشنی سے بھر دیتے ہیں تاکہ اسکی تخلیق مزید ہو سکے؟ اپنے آپ کو مقابل کر دیتے ہیں کہ عظیم روشنی کا نقطۂ انتشار قائم ہو سکے جس سے وہ اور زیادہ وسعتوں میں پھیل سکے؟

وسیلہ نہ کہ مقصد

تم زندگی کو اس حد تک جان سکو گے، اور زندگی تمہیں اس درجہ تک پہچان سکے گی جس حد تک تمہارے اندر شیشہ کا یہ شفاف پن موجود ہے اور یہ صلاحیت ہے کہ تم ایک مقصد کی حیثیت سے قطعی ختم ہو جاؤ اور یہ کہ خالص ایک وسیلہ بن کے رہ جاؤ، محض ایک ذریعہ!

جواب دہی

تمہاری ذمہ داری یقیناً لرزہ خیز ہے۔ اگر تم کہیں ناکام ہوتے ہو تو اصل میں تو خدا نے انسان کو ناکام کر دیا۔ تمہارا خیال ہے کہ تم خدا کے سامنے جواب دہ ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو خدا کی ذمہ داریاں تم نے سنبھال لی ہیں؟

اُدخلوا فی السلم کافّہ

محض یہ بات کافی نہیں ہے کہ تم خدا کے فرمانبردار ہو، اہم بات یہ ہے کہ تم صرف اسی کے ماتحت رہو۔ وفاداری کا ہلکا سا بٹوارہ بھی جانے کن کن نیچی چیزوں کی راہ کھول دیتا ہے: دن کے خوابوں کی راہ، حقیر چھوٹی گفتگو کی راہ، پیچ غرور کی راہ، پست بغض و کینہ کی راہ، ساری پستیوں کی راہ جن میں موت کے عناصر ہیں۔

تم محض 'کلم' نہیں کچھ اور بھی ہو

تم کسی بات کو دھیان سے سنتے ہو نہ ٹھیک سے پڑھتے ہو۔۔۔ سوائے اس کے

کہ بات تمہارے بارے میں ہو رہی ہو یا کتاب تمہارے سلسلہ میں لکھی ہو۔ تبھی تم پوری پوری توجہ دیتے ہو۔ تو کیا تمہاری ساری توجہ محض اپنے بارے میں ہے۔ ناشنیدہ کے حضور۔

میں شکر گزار ہوں جنھوں نے مجھے یہ سب سکھایا ہے۔ ان ایام کا ممنون ہوں جنھوں نے مجھے یہ کچھ دیا ہے۔

تب میں نے دیکھا کہ وہ "دیوار" تو کبھی تھی ہی نہیں اور ناشنیدہ یہاں ہے یہ تھا نہ کچھ اور چیز یا کہیں اور۔ جو کچھ اس کے حضور پیش کرنا ہے وہ یہاں اور ابھی موجود ہے ہمیشہ اور ہر جگہ ـــــ خدائی پیشکش، خدا کے حضور!

اعتقاد کے معنی

اعتقاد کے معنی ہیں ہچکچاہٹ کا یکسر ختم کر دینا

صرف ہم ہی ہم ہیں

یہ سفر حیات جہاں ہم اپنے آپ سے ملتے ہیں، صرف اپنے آپ سے، تنہا یہ آپ سے!! اور کسی سے بھی نہیں!!!

ایسی بلندی ایسی پستی

عقیدہ خاکساری اور غرور دونوں کا باعث ہے۔ اس سے یہ سمجھ میں آ جاتا ہے کہ خدا کے اندر میری حیثیت کچھ بھی تو نہیں ہے ـــــ لیکن پھر یہ بھی کہ خدا میں ہی تو ہے!

زندگی کی آواز پہ

زندگی کی آواز پہ آواز دینا بالکل وہی چیز ہے کہ تم خود اپنی آواز پہ لبیک کہو! سرسبز و شاداب مناظر خدا کی عظمت کے گیت گا سکتے ہیں تو ـــــ جسم روح کے نغمے گنگنا سکتا ہے۔

میری آرزو

میری آرزو ہے کہ میں زیادہ [illegible] زیادہ سادہ، زیادہ خاموش اور زیادہ گرم دل بن سکوں۔

[illegible]

اگر [illegible]

[illegible]

تم محفوظ ہو

جو ہونا ہے وہ بالآخر ہو کر ہی رہے گا، اور ـــ ان حدود میں تم محفوظ ہو!

درمیانی لمحہ

تجربہ کرنے اور تجربہ ہو جانے کا درمیانی لمحہ، جب تجربہ ہم پر اپنے آخری اسرار کھول رہا ہوتا ہے ـــ یہ، جو دریافت ہوتے کے ساتھ ہی ماضی بن جاتا ہے، اس پر دھبے اور خراشیں پڑ جاتی ہیں اور چمک دمک ماند پڑ جاتی ہے، اور پھر ہم حیرت کرتے ہوتے ہیں کہ وہ کیا تھا، جس میں ہمارے لیے کبھی ایسی کشش تھی!

آخری چھلانگ

دیکھو! پرواز چھوڑ کے اتر نہ پڑنا! آشیانہ کے قفسوں میں گرفتار ہونا نہیں ہے، جب تک آخری چھلانگ نہ لگ جائے، جب گہرائی اپنے آپ کو واپس لے لے!

اپنی نفسیات سے آگاہی

دوسرے کے طرزِ عمل کو سمجھنے کی کوشش اتنی اہم نہیں جتنی خود اپنے طرزِ عمل کی بنیادوں سے آگاہی حاصل کرنا۔

ہر جھگڑے کا حل ممکن ہے

تم ہر آویزش اور قضیہ کا ایک پائیدار حل تلاش کر سکتے ہو، مگر دوسرے کو کسی پہلے سے قائم کیے ہوئے خیال کے تحت نہ دیکھو اور دوسرے کی مشکلات کو اس طرح سمجھو جیسے وہ تمہارے اوپر گزر رہی ہوں۔

تجربہ کی قیمت

براہِ راست تجربہ بڑی قیمتی شے ہے۔

تقدس

ہمارے زمانے میں تقدس و تقویٰ کی شاہراہ قطعی طور سے اس عمل دنیا سے ہو کے گزرتی ہے۔

راستے کی کھوج

راستہ ہم نہیں کھوجتے، راستہ ہمیں تلاش کر لیتا ہے۔

ہمیشگی

چیزوں کی ہمیشگی!! تمہارے دلوں پر ایک کھلی طنز!!

فطرت کی زندگی

پہاڑی چشمے کے کنارے ایک بار پھر تم اپنی تنہائی سے ہمکنار ہو گئے۔ جو اس سے پہلے بھی موجود تھی، اور اب بھی ہے ۔۔۔ اور جو ہمیشہ رہی ہے، اس وقت بھی جب اکثر پُرخلوص دوستی نے اس کی عریانیت کو بے نقاب ہونے سے بچائے رکھا ہے! لیکن! چشمہ زندہ ہے!!

ترے انفاس کی لَو

سرگرمیوں کے انتہائی عروج کے دوران بھی تمہارے اندر یہ احساس جاگ اٹھتا ہے کہ آدھی حقیقت بھی تم تک نہیں پہنچی! تم جو کسی دوسرے کے انفاس کے قریب نہیں آئے۔ وہی قدیم دیو پری کی کہانی!! جس میں کسی کو اژدہوں سے غائب یا جانور کی شکل میں صرف کسی محبت کے ذریعے ہی واپس لایا جا سکتا ہے!

لاجواب کر دیا

ایک پاگل بچہ بازار میں کھڑا چیخ چلا رہا تھا۔ جب کوئی اُسے جواب دینے کو نہیں رُکا! سو اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ اس کے تمام اقوال بالاتفاق غیر متنازعہ تھے!

بدترین اور بہترین

ناکامی! کیا تم مطمئن ہو کہ تم نے اپنے اندر کے بدترین کو کچل دیا ہے؟ کسی بھی معاملہ میں جہاں انسان بیچ میں آتا ہو یہ محض فریب دہی اور دھوکہ بازی ہے، اگر کوئی شخص ہر ہر لمحہ اپنے آپ کو ممکن حد تک بہترین صورت میں پیش کر سکے!

جواب کتنا آسان تھا

سوال تو اسے بتایا ہی نہیں گیا تھا۔

سوال کے لیے یہ بڑا آسان تھا کہ جواب دے سکے۔

معافی یا قربانی

غلطی یا جرم کی معافی سبب اور نتیجے کے سلسلہ کو بیچ سے توڑ دیتی ہے اور یہ اس طرح ہے کہ وہ جو اپنی محبت سے تمہیں معاف کر دیتا ہے، وہ تمہارے اس عمل کے سارے نتائج اپنے اوپر اوڑھ لیتا ہے۔ اس لیے چاہو کہ ہر معافی کے ساتھ ایک قربانی وابستہ ہے۔

تجربے کی ابدیت

یہ ممکن ہی نہیں کہ ہم کسی بھی تجربہ کو بھول سکیں، سب سے زیادہ تکلیف دہ تجربہ کو بھی نہیں۔۔۔۔

جانے والے آنے والے

گزرے ہوؤں کے بارے میں سوچتا ہوں تو ایسا لگتا ہے جیسے میں ایک محفل میں ہوں۔ اور وقت وہ ہے جب وہ شخص رخصت ہو چکا ہے جس کے اعزاز میں محفل برپا ہوئی تھی۔

اور جب آنے والوں یا اپنے بعد باقی رہنے والوں کے بارے میں سوچتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں کسی ایسی دعوت کی تیاریوں میں شریک ہوں جس کی سرخیاں میرے حصے میں نہیں آئیں گی۔

دور افق کی اور

اگلا قدم ڈالنے سے پہلے زمین کا اندازہ کر لینے کے لیے، نیچے کی طرف کبھی مت دیکھو۔ صرف وہ صحیح شاہراہ کو پا لے گا جس نے اپنی نظریں دور افق پر جما رکھی ہیں۔

بچھے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں

زندگی صرف فاتح کے آگے جھکتی ہے، ایسی شے کبھی قبول نہ کرو جو عطیہ یا عنایت کے طور پر حاصل ہو رہی ہو۔

پہاڑوں کی چوٹیاں

پہاڑ کی اونچائی کو اس وقت تک مت ناپو جب تک تم اس کی چوٹی تک نہ پہنچ جاؤ۔ اور اس وقت تم دیکھو گے کہ پہاڑ کتنا نیچا تھا۔

(۲)

اپنی کم مائگی کا احساس

ہمیں اپنے آپ کا اس وقت اندازہ ہوتا ہے جب ہماری روح کسی عظیم ذہن سے متصادم ہوتی ہے۔

عقلِ انسانی

عقل انسانی کیا ہے؛ فطرت کی ایک سعیٔ جمیل، جس کے ذریعہ وہ اپنی ذات کا احتساب کرتی ہے۔

احساسِ برتری کی تسکین

احساس برتری کی تسکین اپنا ایک معاشی پہلو بھی رکھتی ہے۔ آپ مجھے کمپاؤنڈر کی جگہ ڈاکٹر کہہ کر پکاریں تو میں بالکل مطمئن ہو جاؤں گا، چاہے آپ میری تنخواہ میں ایک پائی بھی اضافہ نہ کریں!

ہندوستانی مسلمان

بحیثیت ایک سیاسی قوت کے اب غالباً ہندوستانی مسلمانوں کی کوئی وقعت نہیں رہی لیکن میرا ایمان ہے کہ ہمارا وجود اس لحاظ سے دنیا کے لیے ناگزیر ہے کہ زمین پر خدائے واحد کی یہ آخری حجت ہے اور اس طرح اقوام عالم میں ہماری حیثیت خالصۃً شاہد عادل کی ہے۔

تجربہ

زندگی کا ہر پہلو دیکھنے سننے اور تجربہ کرنے کے لائق ہے۔

تین انقلابی

فکر انسانی کی تاریخ میں تین بڑے انقلابی آئے گوتم، محمد، اور کانٹ۔

میرا ہندوستان

میرے مالک! میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے ایسے وطن میں پیدا کیا جہاں گلابی سحر، شعلہ زار غروب اور گھنے جنگلوں میں فطرت کی گزری ہوئی راتوں کی افسردگی ایک ابدی نیند میں آرام کر رہی ہے۔

ہائے یہ دلکش غروب (کرم کتابی ذہن)

تمہاری لائبریری کے سارے حیرتناک کتابی علوم مل کر بھی، وادی کے کنارے ایک دلکش غروب کے برابر قیمت نہیں رکھتے۔

طاقت

طاقت میں پیار سے زیادہ یزدانیت ہے۔ خدا طاقت ہے۔ تو پھر تم اپنے آسمانی باپ کی طرح کیوں نہیں بنتے!

مصائب

مصائب خدائی تحفہ ہیں جن کے ذریعہ انسان مکمل زندگی کو دیکھ لیتا ہے

پارسائی

گناہ کی ایک تعلیمی قدر و قیمت بھی ہے۔ نیک، پارسا لوگ اکثر و بیشتر گدھے ہوتے ہیں

صرف ایک خیال

اگر تمہاری آرزو ہے کہ دنیا کے شور اور ہنگامہ میں تمہاری آواز لوگ سن لیں۔ تو تمہیں اپنی روح میں صرف ایک تنہا خیال کو جاری و ساری کرنا ہوگا۔ ایک اور صرف ایک خیال کو اپنے میں سموئے رہنے والا ہی وہ شخص ہوتا ہے جو سیاسی اور سماجی انقلاب لاتا ہے، جو سلطنتیں قائم کرتا ہے اور جو دنیا کو قانون دیتا ہے (جس پر دنیا چلتی ہے)

وہ ایک لمحہ

میں اپنے دنوں، مہینوں اور برسوں کی قدر و قیمت اس تجربہ سے آنکتا ہوں جو وہ میرے لیے لاتے ہیں۔ اور کبھی کبھی میں کتنی حیرت میں پڑ جاتا ہوں جب مجھے یہ پتا چلتا ہے کہ کوئی ایک لمحہ ایک پورے سال سے بھی زیادہ قیمتی ہوگیا ہے۔

شعر

فلسفہ سال خوردہ بناتا ہے شعر جواں سال! ماہر نفسیات تیرتا ہے شاعر غوطہ لگاتا ہے!!

انجان

جس طرح ایک پودا جو چشمہ کے کنارے اُگا ہو، اسے اس چشمہ کا شیریں پانی نہیں

نغمہ سنائی نہیں دیتا وہ نغمہ جو اسے عدم سے وجود میں لایا ہے ۔۔۔ بس ایسے ہی انسان ہے جو لا متناہی کے کسی سرے پر اگ آیا ہے جو اس خدائی تحتی آواز کو نہیں سنتا جو اس کی روح کو زندگی اور توازن بخش رہی ہے ۔

سچی سیاست

سچی سیاسی زندگی حقوق کے مطالبوں سے نہیں شروع ہوتی ۔ یہ شروع ہوتی ہے فرائض کی انجام دہی سے !

شاعر یا فلسفی

فطرت اخیر تک یہ فیصلہ نہیں کر پائی کہ افلاطون کو کیا بنا کر دنیا میں لائے شاعر یا فلسفی ۔ گوئٹے کے سلسلہ میں بھی فطرت کو یہی عالم رہا اور شاید اقبال کے سلسلہ میں بھی !!)

انسان کتنا حقیر ہے

۱۵ مئی ۱۹۱۰ء : کل ۴ بجے کے قریب میں نے ہیلی کا کومیٹ دیکھا ۔ ۷۵ سال میں ایک بار یہ ہمارے آسمانوں پر نمودار ہوتا ہے ۔ اب اسے میرے بچوں کے بچے ہی دیکھ سکیں گے ۔ اب میں اسے کبھی نہیں دیکھ سکوں گا کبھی نہیں !! ایک دم ذہن میں اس تکلیف دہ حقیقت کا خیال آیا کہ میں کتنا حقیر ہوں کتنا معمولی ۔ اور کچھ دیر کے لیے تو میری ساری ذہانی سارے حوصلے جیسے شل سے ہو کے رہ گئے ۔

یہ مورخ

تاریخ صرف انسانی محرکات کی تاویلوں کا نام ہے ۔ پھر جبکہ ہم خود اپنے بہت سے محرکات کو غلط فہمی سے غلط طور پر پیش کر سکتے ہیں اور اپنے قریب والوں اور دوستوں کے محرکات کو نہیں سمجھ پاتے تو پھر ان صدیوں پہلے کے لوگوں کے محرکات کو کیا سمجھیں گے ؟ اسی لیے میرے خیال میں ، تاریخ کا سارا ریکارڈ جوں کا توں قبول کرنے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے ۔

خدا کا وجود

میرے اکثر احباب مجھ سے پوچھتے ہیں کیا تم خدا کے وجود میں عقیدہ رکھتے ہو ؟ اور میں سوچنے لگتا ہوں کہ مجھے ان کی اس بات کا حق پہنچتا ہے [illegible]

پہلے جو الفاظ وہ استعمال کر رہے ہیں ان کے معانی پوچھ لوں۔ میرے ان دوستوں کو اس بات کی وضاحت کرنی ہوگی "عقیدہ" سے ان کی کیا مراد ہے "وجود" سے وہ کیا مطلب لیتے ہیں اور "خدا" کو کن معنوں میں استعمال کر رہے ہیں۔ خاص کر آخری دو کے بارے میں ضرور پوچھنا چاہوں گا، اگر وہ اپنے سوال کے جواب پر مصر ہیں بلکہ اصرار ہے کہ میں ان اصطلاحوں کو نہیں سمجھ پایا ہوں اور جب کبھی میں ان لوگوں سے جرح کرتا ہوں تو پتا چلتا ہے کہ وہ بھی میری طرح ناواقف ہیں!!

بڑی لائبریری کے مالک

اگر تمہارے پاس ایک بڑی لائبریری ہے اور تمہیں اس لائبریری میں موجود ساری کتابوں کے بارے میں علم ہے تو اس سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم ایک دولتمند آدمی ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ تم ایک مفکر بھی ہو۔ تمہاری بڑی لائبریری صرف یہ بتاتی ہے کہ تمہاری جیب اتنی بھاری ہے کہ تم بہت سے دوسرے لوگوں کو اپنے لیے سوچنے کے واسطے اجرت پر بلا سکتے ہو (کہ تم بیٹھو اور آرام کرو اور وہ سوچیں)

کامران

اپنی حدود (کمزوریاں، خامیاں اور کمیاں) تسلیم کر لو۔ اپنی صلاحیتوں کا اندازہ لگالو ـــــ اور زندگی میں کامیابی تمہاری منتظر ہے۔

عزم

یہ عزم ہے نہ کہ ذہانت ـــــ جو زندگی میں کامیاب ہوتا ہے۔

زندگی ـــــ اظہار

زندگی، مصوری اور شاعری کی طرح، یکسر اظہار سے عبارت ہے محض فکر جس کے ساتھ عمل نہ ہو موت کی راہ ہے۔

(۴)

یہ بدلتا ہوا زمانہ

ہم بدل گئے زمانہ بدل گیا دنیا بدل گئی، رنج و راحت، عزت و دولت کا تصور بدل گیا۔ زندگی کی جد و جہد دوڑ ہی ہے لیکن جد و جہد کا لطف باقی نہیں رہا، تصورات میں رنگینی باقی رہی نہ حرارت۔ عزائم میں نہ استواری ہے نہ برکت۔ تا آنکہ موجودہ عہد کے مسائل اور مطالبات کچھ اور ہی ہیں، فرائض اور ذمہ داریاں بھی بدل ہوئی ہیں لیکن کوئی یہ بتائے یہ کیسے فرائض ہیں جن سے دماغ میں روشنی، دلوں میں ولولے ہاتھوں میں قوت نہیں پیدا ہوتی ــــ اور زندگی کی حرارت مفقود ہو چکی ہے۔

عمر کا وہ دور کتنا مسعود اور کتنا عجیب تھا جب اچھے اور بڑے کاموں کے لیے جیتے رہنے اور جان دینے دونوں کی یکساں خوشی ہوتی تھی۔

اچھا مسلمان

اچھے مسلمان اور اچھے انسان کو میں نے ہمیشہ ایک دوسرے سے اتنا قریب پایا کہ کم سے کم میرے لیے ان میں امتیاز کرنا دشوار ہو گیا ہے۔

شخصیت

آخر کار منصب نہیں بلکہ شخصیت فیصلہ کن ثابت ہوتی ہے۔

شخصیت عطیہ الٰہی ہے جو ریاضت اور انتظار سے جلا پاتی ہے۔

شخصیت کا کارنامہ یہ ہے کہ وہ معمولی کو غیر معمولی بنا دے۔

تقدیر ساز

اولاد کی تقدیر بنانے میں والدین کو بڑا دخل ہوتا ہے گو والدین کی تقدیر بگاڑنے میں اولاد کا دخل بھی کچھ کم نہیں ہوتا۔

آفریدندہ عہد

وہ آفریدندہ عہد تھے اس لیے ان کی کشمکش اپنے لوگوں سے ہوتی جو زائیدہ عہد ہوتے

سہارا

جو شخص ہار جیت میں اپنا سہارا خود ہو اس کو کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں

نیابت صدر، اور کبھی صدارت۔

حکومت کیسی بھی ہو آزادی اور تندہی سے قوم کی خدمت کا کام حکومت سے باہر ہی رہ کر زیادہ موثر طور پر انجام دیا جا سکتا ہے۔

دھوپ کا پھول

بعض پھول ایسے ہوتے ہیں جو سایہ سے زیادہ دھوپ میں اپنی پوری بہار دکھلاتے ہیں۔

علم اور نااہل عالم

● علم نہایت ہی خطرناک چیز ہے۔ کم ذی علم ایسے پائے گئے ہیں جنھوں نے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے ساتھ ہی نقصان نہ پہنچایا ہو۔

●● علم، مذہب اور آزادی باوجود بہترین نعمت ہونے کے نااہل سوسائٹی میں بڑے خطرناک ہیں۔

●●● اکثر ایسے عالم دیکھے گئے ہیں جو صرف علم کا بوجھ ہار یا بوجھ بار کہنا جانتے ہیں۔ علم کا مفہوم میرے نزدیک جاننا پہچاننا ہی نہیں، جاننے پہچاننے کی ذمہ داری بھی ہے۔

موت کی ضرورت

اس دنیا میں موت بھی کتنی سستی، یقینی، ہر جگہ، ہر وقت آسانی سے مل جانے والی چیز ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوا، پانی، آگ اور مٹی کی طرح یہ ہر جاندار کیلئے کتنی ضروری ہے!

موت کی شکست

اگر انسان موت کو تسخیر نہیں کر سکا ہے تو موت بھی انسان کے ان کارناموں کو نابود یا بے نور نہیں کر سکی ہے جو موت سے زیادہ عجیب و عظیم مانے گئے ہیں۔ وہ انسان کو تسخیر بھی کس طرح کر سکتی ہے جب انسان — وہ ازلی و ابدی ہونے کے ان صفات میں بھی کسی نہ کسی درجہ میں متصف ہے جو خدا کے ہیں —— اور کیا معلوم بعض تو یہاں تک کہتے ہیں کہ انسان خدا میں ازلی اور ابدی بھی ہے۔

موت مامور و مجبور ہے وہ کتنا ہی چاہے اپنے کو بدل نہیں سکتی۔

یہ شرف حاصل ہے کہ انسان توفیق الٰہی اور استعداد انسانی کے مطابق اپنے کو بہتر و برتر بنا سکتا ہے۔ لامتناہی حد تک بہتر و برتر۔ موت کی شکست مسلم ہے۔ انسان موت کے ہاتھ میں کھلونا نہیں ہے۔ ہم میں ایسے اکابر گزرے ہیں، آج بھی ہیں اور آئندہ بھی آتے رہیں گے جن کے ہاتھ میں موت کی حیثیت کھلونے کی رہی ہے انسان اپنی شکست میں بھی زندہ رہتا ہے!

کوئی نہ کوئی کمی

زندگی میں طرح طرح کے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے اکثر محسوس ہوا کہ ان میں کہیں نہ کہیں کوئی خامی ہے۔ کوئی بڑا مخلص ملا تو اتنا ہی ثقہ اور روکھا پھیکا۔ کوئی ہنسنے ہنسانے والا ہوا تو یہ محسوس ہوا کہ اس میں گنوارپن بھی ہے۔ کوئی عالم فاضل ہوا تو اس میں نخوت، تنگ نظری اور کم ظرفی بھی کسی نہ کسی حد تک پائی گئی۔ اللہ والے ملے تو انہیں دنیا کے کام کا نہ پایا۔ کسی منکر یزداں کو ایسا نہ پایا جو کچھ اور نہیں رسول کی شرافت اور عظمت کا تو قائل ہوتا...

مشن کی دریافت

ہر شخص کسی نہ کسی وظیفہ، عبادت یا مشن کے لیے خلق کیا گیا ہے جس کے مطابق اس میں استعداد ودیعت کی گئی ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اپنا مشن یا اپنی عبادت دریافت کرے اور اسے پورا کرے۔ اسی عبادت میں اس کی نجات مضمر ہے!

شرافت، خوش دلی اور بہادری سے رہنا سب کا جواب ہے

مذہبی آدمی کو بالعموم اچھا انسان نہ پایا۔ مذہبی آدمی اکثر عقائد کی خانہ پری کر کے اعمال کی طرف سے بے فکر ہو جاتے ہیں۔ وہ یہ بات نہیں سمجھنا چاہتے کہ خدا نے اپنی نجات انسانوں کے سپرد نہیں کی ہے بلکہ انسانوں کی نجات انسانوں کے سپرد کی ہے خدا نے عقائد و عبادات کو خدمت خلق کے رستے سے نازل کیا ہے اور اسی معیار سے وہ ان کو پرکھے گا۔ عقائد اور اعمال کو یہ لوگ علٰحدہ علٰحدہ خانوں میں بانٹ دیتے ہیں حالانکہ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ خدا کا فرمان اور منشا علٰحدہ علٰحدہ خانوں میں نہیں بٹا ہے۔ دنیا کیا چیز ہے، زندگی کا کیا مقصد ہے، انسان کیوں پیدا کیا گیا، مرنے کے بعد کیا ہو سکتا۔ ان باتوں نے مجھ میں کبھی تجسس پیدا کیا نہ تشویش۔ شرافت، خوشدلی اور بہادری سے رہنا

ان سب کا جواب ہے انسان۔ انسان ہی نہیں خدا بھی ہے۔ اس کو دوسرا اپنا نہیں اپنے اوپر خدائی کے لیے خدا نے بھیجا ہے۔ اس لیے انسان مجبور نہیں مختار ہے مختار اس کو نہیں کہتے کہ جو چاہے کر ڈالے مختار وہ ہے جو اپنی اپنی استعدادوں کو پورے طور پر اور آخر تک بروئے کار لا سکے خواہ وہ استعداد معمولی ہو یا غیر معمولی۔ اس کے بعد ہر انجام انعام بن جاتا ہے خواہ وہ المناک ہی کیوں نہ ہو!

تن آسانی

مجھے اچھا کھانے، اچھا پہننے اور تن آسانی کی زندگی پسند نہیں۔ یہ باتیں دراصل عورتوں اور بچوں کو زیب دیتی ہیں۔ مجھے اپنے اوپر وقت، دولت، راحت ا۔ راس قبیل کی دوسری چیزیں صرف کرنا شاق ہوتا ہے۔

کام کا نشہ

کام کرنا وہ نشہ ہے جس میں نہایت آسانی سے ہر طرح کے مصائب غرق کیے جا سکتے ہیں۔

اچھی گفتگو

اچھی گفتگو پروگرام کے ماتحت نہیں ہوا کرتی۔

ایک تمنا

مجھے زندگی میں ایک چیز کی بڑی تمنا رہی جو میرے اطمینان کے مطابق پوری نہ ہوئی یعنی یا تو میرے پاس اتنی دولت ہوتی کہ میں حاجتمند کی اپنے حوصلہ یا اطمینان کے مطابق مدد کر سکتا یا میرا ایسا کوئی دولتمند دوست ہوتا کہ جب کبھی اس قسم ضرورت پیش آتی تو وہ میری خاطر سے پورا کر دیتا۔

مقتدی اور امام

ہندوستانی مسلمانوں میں مقتدی سے زیادہ امام پیدا ہونے لگے ہیں۔ وہ نماز کے اتنے قائل نہیں رہے جتنے جا نماز کے! وہ بیماری کو علاج صبر و پرہیز سے دور کرنے کے بجائے اس کو پروپیگنڈا بنانا زیادہ مفید سمجھنے لگے ہیں۔

درباداری

مجھے درباداری سے سخت نفرت ہے۔ درباداری کے وہ لوگ محتاج ہوتے ہیں

جو خود اپنی نظروں سے حقیر ہوتے ہیں اور اس ذہنی عذاب سے بچنے کے لیے دوسروں کا سہارا ڈھونڈتے ہیں، اپنا نفس لعنت بھیجتا ہے تو کرایہ کے قصیدہ خواں اپنے گرد جمع کر لیتے ہیں۔

لگن

جب تک آپ کے دل میں کسی بڑے عقیدہ، ارادہ، مقصد یا شخصیت کا احترام اور اس سے بے لوث شغف نہ ہوگا آپ اپنے لیے کسی مصرف کے رہیں گے نہ کسی دوسرے کے لیے۔

نامۂ اعمال

آدمی فرشتوں ہی کے لکھے پر نہیں پکڑا جاتا، وہ چہرے لکھے پر اور زیادہ پکڑا جاتا ہے۔ اور کیا معلوم فرشتوں کا نام کس مصلحت سے لیا جاتا ہے، ورنہ در اصل ہمارا نامۂ اعمال ہمارے سوا کوئی دوسرا لکھ ہی نہیں سکتا ہے یا یہ کہ وہ صرف فرشتہ ہو۔

مذہب

مذہب کو روزی کمانے، جہالت پھیلانے، اور فتنہ اٹھانے کا وسیلہ بنانے کے بجائے فہم، بصیرت، دردمندی اور انسانیت دوستی کا محرک اور ترجمان بنانے پر زور دینا۔

تباہی اور تلافی

ہر تباہی اپنی تلافی بھی ساتھ لاتی ہے۔ اتنی بڑی تباہی اتنا ہی بڑا شخص پیدا کر سکتی تھی۔

مطلق العنان آزادی

محکومی میں غلامی کو بدنصیبی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ لیکن آزادی میں مطلق العنانی تو لعنت محض ہے۔

شرمائیے مت

فنون لطیفہ اور اس کے عوارض و عواقب کو اگر اسلامی شریعت نے زندگی میں وہ اہمیت یا قیمت نہیں دی ہے جو آج کی دنیا دے رہی ہے تو شرمانے کی ضرورت ہے نہ معذرت خواہ ہونے کی۔ مسلمان عین فرائض ہے اور بڑا اہم حصہ کے

تقاضوں میں جکڑا ہوا ہے وہاں یہ فرصت کاروبارِ شوق کسے۔ یا یہ شورِ سودائے خط و خال کہاں،

زیادہ سونا

زیادہ سونا اور زیادہ کھانا نحوست اور بدتوفیقی ہے۔ یہ حرکتیں صرف مجنون انسان کے لیے روا رکھی جا سکتی ہیں۔ دنیا اور اس کے کاروبار اتنے دلکش ہیں اور ہر آن انسان کو بہتر اور بدتر بنانے میں اس درجہ معاون ہوتے ہیں کہ سونے میں ان کو کھونا گوارا نہیں کر سکتا۔ سونا محض سونے کی خاطر میرے نزدیک فعل عبث ہے۔ دنیا کو دیکھنے اور برتنے میں جو لطف اور ذمہ داری ہے اس کو آدمی سمجھ لے تو میرا خیال ہے کہ وہ بغیر اشد ضرورت کے کبھی سونے پر آمادہ نہ ہو۔

خدا کا مقصد

خدا کا مقصد نہ جنت دوزخ ہے، نہ ہم تم۔ وہ خود مقصد ہے!

بچہ کی عاقبت

بچہ اپنی عاقبت شاید ہی ساتھ لاتا ہو۔ اکثر و بیشتر اس کے والدین اپنی عاقبت بچہ کے سر منڈھ دیتے ہیں۔

مقاصد جلیلہ کی زندگی

انسان کی زندگی اس کے مقاصد کی زندگی سے کم ہوتی ہے۔ وہ کتنی طویل عمر کیوں نہ پائے بالآخر مرے گا۔ بڑے مقاصد کی بھی زندگی ہوتی ہے لیکن ہوتی ہے ہماری آپ کی زندگی سے علاحدہ جس پر کبھی موت نہیں طاری ہوتی۔

وطن دوستی

انسان دوستی بغیر وطن دوستی ایک واہمہ، اور وطن دوستی بغیر انسان دوستی ایک مغالطہ ہے۔

چاند کو چھونے کا قصہ بھول لیا جانے کی بات

کوئی مہم آج تک فرزانوں سے سرزد نہیں ہوئی اس کے لیے دیوانوں ہی کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔

بدلیسی کوئی زبان بدلیسی نہیں اگر وہ دلیس کے کاموں کے لیے مفید و کارآمد ہو۔

تہذیب وشرافت

اب محسوس کرتا ہوں تہذیب وشرافت بھی دنیا میں کتنی بڑی نعمت، اس لیے ذمہ داری ہے

مذہب کی عملی شکل

اخلاق مذہب کی عملی شکل ہے۔ مذہب سے علیحدہ ہو کر اخلاق پر زور دینا ان لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے جن کی نیت بالعموم بخیر نہیں ہوتی۔

مدت حیات

مدت حیات کا حساب کتاب سال اور ماہ گزرنے سے نہیں کرتے، عزیزوں کی مفارقت سے بھی کرتے ہیں ـــــ عمر چاہے جہاں تک پہنچے عمر پانے کو زندہ رہنا نہیں کہتے زندگی اپنی زندگی سے اتنی عبارت نہیں ہوتی جتنی عزیزوں کی زندگی اور خوشی سے ہوتی ہے

ناگزیر

وہ اتنے اچھے تھے، اتنے ارزاں اور اتنے ناگزیر!

دنیا اور عقبیٰ

اکثر یہ بات ذہن میں آئی ہے کہ مذہب بالخصوص اسلام جیسے مذہب کی پیروی کے لیے جس احساس ذمہ داری اور احترام انسانیت کی ضرورت ہے وہ ایسے لوگ کیسے پورا کر سکتے ہیں جو زندگی میں نہایت معمولی ذمہ داریوں کو بھی سمجھنے اور نباہنے کی توفیق نہیں رکھتے۔ دنیا و عقبیٰ، زمان و مکان زندگی کے دو رخ ہیں اور انسان کے نتائج اعمال ہی کا نام عقبیٰ ہے.... جو شخص دنیاوی ذمہ داریوں سے خوش اسلوبی سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا وہ عقبیٰ میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

مذہبی سیاست

ادھر کچھ عرصے سے ہمارے طبقہ میں جس نااہل کو نفع یا نمود کی کہیں گنجائش نہیں نکلتی وہ اس مقصد کے لیے مذہب کو آلہ بنا کر ملک و ملت کا محسن بن جاتا ہے۔

موت

زندگی کا یہی دستور چلا آرہا ہے اور رہتی دنیا تک، اس میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

دنیا کا کاروبار اور آپس کا نفع نقصان اتنا پیچیدہ اور پھیلا ہوا ہے اور پیٹ پالنے، جان بچانے، عزت پانے، لذت اٹھانے، نام اچھالنے اور روزمرہ کے معمولات ادا کرنے کا جذبہ اتنا قوی اور عالمگیر ہے اور ان کی ہمہ وقت اتنی دیکھ بھال رکھنی پڑتی ہے یا دہ ہمہ وقت ہماری اتنی دیکھ بھال رکھتے ہیں کہ ہم کسی حادثے کو اپنے اوپر زیادہ دیر تک مسلط نہیں رکھنا چاہتے اور رکھ بھی نہیں سکتے۔ دنیا کا سب سے عجیب پہلو یہی ہے کہ وہ موت کو زندگی کا سب سے بڑا حادثہ ثابت نہیں ہونے دیتی بلکہ زندگی کا سب سے بڑا انعام بناتی ہے، ایسا انعام جو ہر محرومی کی تلافی کرتا رہتا ہے ایسا انعام جو بے بود اور نیم یقین ہونے کے باوجود بڑے سے بڑے عالم اور عامی کے دلوں کو مسخر کیے ہوئے ہے زندگی ہما ہمی اتنی مہلت ہی نہیں دیتی کہ کوئی شخص موت کے کل دخل پر زیادہ دیر تک غور کر سکے!

● آپ اس کا غم کیوں کریں کہ آپ جتنا کچھ کر سکتے تھے وہ نہ کر سکے غم اسے ہو جسے ایسا ہونے نہ دیا۔ جب تک ارادہ اور عمل آپ کے بس میں رہا آپ نے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی نہ کی بلکہ فرض سے زیادہ کر دکھانے کے آرزومند رہے۔ جب آپ کو یا نکمّا، بے کار، آمد و کار آفریں رکھنے کے بجائے معطل و معزول کر دیا گیا تو ہمارا کیا قصور رہا، اور جب ہمارا قصور نہیں تو انجام کچھ بھی ہو زندگی کی مہم میں فتح ہماری رہی!

مجھے تو اس مسلمان جنرل کی ادا پسند آئی جس نے یہ عہد کیا تھا کہ جہاں تک خشکی ملے گی وہ خدا کے نام پر فتح کرتا چلا جائے گا۔ فتح کرتے کرتے خشکی کا حصہ ختم ہو گیا تو اس نے گھوڑے کو پانی میں ڈال دیا اور کہا: یا خدایا! خشکی ختم ہو گئی میرا عہد بھی ختم ہوتا ہے۔۔۔ اللہ کے ساتھ اس کے سپاہیوں کا بھی یہی معاہدہ ہوتا ہے!

● وہ اپنے الطاف و اکرام کا پورا اندوختہ کامل اعتماد اور افتخار کے ساتھ پہلے ہی بار ہر اس شخص پر لگا دیتے تھے جس کو اس کی ضرورت ہوتی!

●● دولت اور فراغت سے اشخاص بدلتے نہیں بے نقاب ہوتے ہیں!

●●● زندگی اپنا چولا افراد میں بدلتی ہے جماعت میں نہیں!

●●●● انھوں نے اپنے نفس کا اعتماد کچھ اس طرح حاصل کر لیا تھا کہ وہ اس کی آسودگی کے لیے کچھ کریں یا نہ کریں وہ ان سے راضی اور خوش رہتا۔ آخر آخر میں تو کچھ ایسا محسوس ہونے لگا جیسے ان کے نفس نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہو۔

جبران (۴)

- ایک جیسے دو آدمی مل جائیں تو وہ سارے عالم میں نہیں سما سکتے!
- لوگ فطرتاً اس شخص کے غلام ہیں جو کسی کے آگے نہ جھکے!
- تاریخ اپنے آپ کو ان لوگوں کے سامنے دوہراتی ہے جو تاریخ سے نابلد ہوں۔
- تمہارے منہ میں نوالہ ہے، اب گا کیسے سکو گے بیٹی۔
- بڑا شاعر صرف ایک قصیدہ لکھتا ہے جس کا وزن بھی مکمل ہوتا ہے اور قافیہ بھی بے جھول۔
- مگر میں کہتا ہوں پیڑ پر ایک چڑیا بھی اچھی اور ہاتھ میں ہوں تو دس بھی ہیچ!
- جہاں سے چاہو زمیں کھودلو خزانہ تمہیں ضرور مل جائے گا، شرط یہ ہے کہ اعتقاد و یقین کے ساتھ زمین کھودو کہ تمہیں کامیابی ضرور ہوگی۔
- ہم صرف اس لیے بولتے ہیں کہ اپنے آپ سے خطاب کر سکیں؛ مگر بعض اوقات آواز ضرورت سے زیادہ بلند ہو جاتی ہے، اور دوسرے ہمیں سن لیتے ہیں۔
- ہر چیز ایک مقصد کی خاطر جیتی ہے، جب وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے تو وہ مر جاتی ہے۔

بھرتری ہری (۵)

- دولت و مال کے عیش و عشرت کے جمع کیے ہوئے سامان انجام کار ضرور چھوٹیں گے، ان کی علیحدگی میں شک کیا رہا ہے۔ پھر انسان خود بخود کیوں نہ چھوڑ دے کیونکہ جب وہ اپنے وقت پر چھوٹیں گے تو دل کے لیے بڑی تکلیف کا باعث ہوں گے اور اگر انسان خود اپنی خوشی سے انہیں چھوڑ دے گا تو بہت راحت حاصل کرے گا۔
- کریر کے درختوں میں اگر پتے نہ لگیں، تو اس میں موسم بہار کا کیا قصور! الو کو اگر دن میں دکھائی نہ دے تو سورج کی کیا تقصیر! اور بارش کے قطرے اگر پپیہے کے منہ میں نہ پڑیں تو اس میں بادل کی کیا خطا!

• پانی کا قطرہ جلتے لوہے پر پڑے تو اس کا نشان تک نہیں رہتا۔ وہی قطرہ کنول کے پتے پر موتی کی مانند زیب دیتا ہے ——— اور وہی قطرہ سمندر کی کسی سیپ میں پہنچ کر موتی بن جاتا ہے۔ ادنیٰ، اوسط اور اعلیٰ اوصاف ادنیٰ اوسط اور اعلیٰ سنگت سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۶)

ابوالعلا معرّی

اگر عاجزی، بے بسی اور حماقت کا نام تقویٰ ہے تو ذلّت پر قانع گدھے اوّل درجے کے متقی ہیں۔

(۷)

نیٹشے

مجھے محبت ہے اس شخص سے جو اپنی روح کا ایک شمّہ بھی اپنے لیے نہیں اٹھا رکھتا بلکہ سرتاپا اپنے اوصاف کا ماحصل ہو کے رہ جاتا ہے۔

(۸)

سینیکا

● بے فکری اور اطمینان حاصل کرنے کا اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہے کہ رات کو سوتے کے وقت اس کی فکر ہی نہ کی جائے کہ صبح کیا ہوگا۔ بے فکری سے جس نے ایک دن گزار دیا وہ دوسرا دن بھی اسی طرح سے کاٹ دے گا۔

● کوئی شے چاہے جس قدر ہو، ہم کو کافی ہوگی بشرطیکہ ضرورت کا رفع کرنا اس سے مراد ہے۔ میرے نزدیک کسی شے کی خواہش نہ کرنا ایسا ہی ہے گویا وہ شے تمہارے پاس موجود ہے ——————— کیونکہ کسی شے کے نہ ہونے اور کسی کی خواہش نہ کرنے کا نتیجہ ایک ہی تو ہے، یعنی یہ کہ تم کو تکلیف نہ ہوگی۔

● اس نے اپنے تئیں ایسا کر لیا تھا کہ کوئی تلف ہونے والی چیز اپنے پاس ہی نہ رکھی۔ زندگی کی وہی حالت قابل تعریف کہ جس میں انسان محفوظ اور مطمئن رہ سکے۔

● مر جانے والے دوست کی نسبت مرا ہوا خیال کرنے کے عوض ہم یہ کیوں نہ سمجھیں کہ ہم سے پہلے وہ منزل مقصود پر پہنچ گیا۔

● معلوم نہیں طول عمری ہم کیوں پسند ہے۔ کیا اس لیے کہ یہ دنیاوی مسرتیں ہم کو اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ نہیں، اس لیے تو نہیں! ان مسرتوں سے تو ہم اکثر اور بار بار لطف اٹھا چکے ہیں۔ تجربے نے دکھا دیا ہے کہ ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں جو جدید لذیذ کے مصداق ہو۔ تو پھر کیا موت کے وقت دولت، اولاد اور احباب وغیرہ چھوٹنے کا ہم کو رنج ہوتا ہے؟ اگر یہ سبب ہے تو شاید مرنے والے کی یہ خواہش ہے کہ اس کے مرنے سے پہلے اس کی دولت، اس کے احباب، اور اس کی اولاد سب کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کے سوا اور تو کوئی سبب سمجھ میں نہیں آتا —— اور اگر ان سب کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی جائے تب اور بھی ناگوار ہے، پیٹھ پر بوجھ رکھ کے دریا میں تیرنا کتنا مشکل کام ہے، موت کی طرف سے ہم جتنے بے خبر رہیں گے اتنا ہی اس سے خوف معلوم ہوگا۔ آرام کا مقام موت کے بعد ہی میسر آئے گا۔ اور ایسے مقام پر جانے سے ڈرنا حماقت ہے۔

● علم اور پیسہ دونوں میں، وہ ضرورت مند ہونے کے میں تم کو گُر بتائے دیتا

ہوں، ان پر عمل کرنے سے کبھی مفلس ہی نہ ہوگے۔ ایک تو یہ کہ ضرورت کی چیزیں تمہارے پاس ہوں؛ دوسرے یہ کہ اس قدر ہوں کہ تمہاری ضرورت کے لیے کافی ہوں۔

● غصہ کا سب سے اچھا علاج تو یہ ہے کہ اُس وقت کوئی کام کرنے میں جلدی نہ کی جائے۔ پھر غصہ دلانے والے شخص کی حالت پر بھی غور کرنا چاہیے۔ اگر وہ بچہ ہے تو اس کی شکایت ہی کیا؟ اگر......

● اگر ہم کسی کا قصور معاف کرنا نہیں چاہتے تو نہ سہی مگر یہ تو سوچیے کہ اگر ہمارے ساتھ وہ لوگ ایسا ہی کریں تو پھر کیا ہو؟

● دنیا میں وقت کے سوا کسی شے کو ہم اپنا نہیں کہہ سکتے، مگر باوجود اس کے اگر کوئی چاہے تو اس کو ضایع کرا سکتا ہے۔

● تھوڑا سا قرض لینے پر بھی عند المطلب رقعہ لکھنے اور اس کے متعلق ہر قسم کے رسومات ادا کرنے کی احتیاط کرنا پڑتی ہے۔ مگر شاید وہ شخص جو میرے وقت کے بڑے حصہ پر تصرف بے جا کرتا ہے سمجھتا ہے کہ وہ میرا ذرا سا بھی نقصان نہیں کرتا۔

جس کے پاس سرمایہ کافی ہو وہ غریب نہیں کہا جا سکتا، خدا سے دعا ہے کہ کسی کا سرمایۂ وقت ضایع نہ ہو۔ جس کو دنیا میں رہنا اور دنیا داروں میں زندگی بسر کرنا ہے اسے چاہیے کہ کسی پرانے کاشتکار کے قدم بقدم چلے جو پہلے ہی خرمن سے عمدہ مال علیحدہ کر کے اپنے صرف کے لیے جمع کر رکھتا ہے اور اس وقت کا انتظار نہیں کرتا کہ قرضخواہ آ کر عمدہ مال لے جائے اور خراب اس کے حصے میں پڑے۔

● میری والدہ کے ہاں ایک خادمہ تھی جو یکایک اندھی ہو گئی۔ مگر اندھے ہونے کا یقین اسے کوئی نہیں دلا سکتا تھا۔ وہ یہی کہا کرتی تھی کہ مکان ہی یکایک تاریک ہو گیا ہے، اور وہاں سے نکل بھاگنے کی کوشش کیا کرتی تھی۔ ہم اسے بے وقوف سمجھ کر ہنسا کرتے تھے...... اور اب! چاہے تمام دنیا یقین دلائے ہم نہیں مانتے کہ ہم حریص اور لالچی ہیں، بلکہ یہ کہہ کے ٹال دیتے ہیں کہ جناب دنیا اسی کا نام ہے!!

(۹)

لاؤتزو

● اچھے لوگ زیادہ بحث نہیں کرتے؛ جو لوگ زیادہ بحث کرتے ہیں وہ اچھے بھی نہیں ہوتے!

● جب زمین کے لوگ حسن کو بطور حسن کے جاننے لگیں گے تو بدصورتی کی شناخت ہو جائے گی۔ جب دنیا والے نیکی کو نیکی کے طور سے پہچاننے لگیں گے تو بدی کی شناخت مشکل نہیں رہے گی۔

● سچے الفاظ کانوں کو بھلے نہیں لگتے؛ خوش آہنگ الفاظ میں سچائی نہیں ہوتی۔

● نادر اشیاء کو بیش قیمت نہ ٹھہراؤ کہ لوگ انہیں چرانے کے درپے ہوں۔ بالخصوص سے ان چیزوں کو بچاؤ جو لالچ پیدا کرتی ہیں جن سے لوگوں کے دلوں میں کھلبلی مچتی ہے۔

● کائنات ابدی ہے۔ اس کی ہمیشگی کا سبب یہ ہے کہ وہ خود اپنے لیے زندہ نہیں ہے۔ اور اسی لیے وہ ایک طویل عرصے تک چل سکتی ہے۔

● انسانوں میں بہترین، پانی کی مانند ہے۔ پانی سب کو فائدہ پہنچاتا ہے اور کسی سے مقابلہ نہیں کرتا۔ سب سے زیادہ نچلی جگہوں پر بہتا ہے جنہیں لوگ حقارت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اور یہیں یہ عظیم خداوندی کو چھو لیتا ہے۔

● کمان کو اس کی انتہائی حد تک کھینچو تو پھر تم اسی چاہو گے کہ ایک ذرا پہلے رک جاتے۔ تلوار کی دھار کو آنچ دکھاؤ اور انتہائی تیز کر لو تو پھر یہ دھار زیادہ دیر نہیں چلے گی۔

● جب سونا اور موتی تمہارے مکان کی زینت بنیں گے تو تم انہیں محفوظ نہیں رکھ سکو گے۔

● جب تمہارا کام انجام پا چکے تو از خود رٹائر ہو جاؤ۔ یہی خدا کا راستہ ہے!

● کسی کی کوشش سے گدلا پانی صاف ستھرے پانی کی جگہ تو نہیں لے سکتا ہے نا! لیکن اگر اسے سکون سے رہنے دیا جائے تو وہ خود بخود ہی صاف ہو جائے گا
نفرت و عناد کس کے ختم کیے ختم ہو سکتے ہیں؛ لیکن وقت کے دھارے کو بہنے دو اللہ

تم دیکھو گے یہ تنفر خود بخود ڈھلتا جائے گا!

● کم سے کم گویائی اختیار کرو! اور چیزیں اور معاملات خود ہی راہ راست پر آتے چلے جائیں گے۔

● ہر شے کو اپنا قدرتی راستہ چلنے دو۔ ان میں مداخلت مت کرو۔

● جو جانتے ہیں وہ بولتے نہیں ہیں —— اور جو بولتے ہیں وہ جانتے نہیں ہیں۔

● انسان پیدا ہوتے وقت کیسا کومل اور نازک ہوتا ہے، اور جب وہ مرتا ہے تو کتنا سخت اور کڑا ہو جاتا ہے۔ پودے اور درخت جب زمین سے اگتے ہیں تو کیسے نرم نرم ہوتے ہیں۔ اور جب انھیں کاٹ دیا جاتا ہے تو کیسے سخت اور خشک ہو جاتے ہیں۔ دیکھو نا! جو درخت مضبوط اور کڑے ہوتے ہیں انھیں کاٹ ڈالا جاتا ہے۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ پانی سے زیادہ دنیا میں حقیر کمزور اور نرم اور ڈھل ڈھل کیا شے ہے۔ لیکن سخت اور مضبوط تنومند چیزوں پر حملہ کرنے میں کون اس کا مد مقابل ہے؟ کوئی اس کی جگہ لے سکتا ہے! کمزور یہاں قوت پر غالب ہے! شیریں نرمی، صلابت پر حاوی ہے۔

● جو دانش مند ہیں ان کے علم کے افق زیادہ پھیلے ہوئے، زیادہ متنوع نہیں ہوتے، اور وہ جن کے علم کے بازو دور دراز پھیلے ہوتے ہیں وہ دانش مند نہیں ہوتے۔

● سب سچے مقولے متضاد ہوتے ہیں۔

● بہت سے الفاظ سے ذہانت کی چمک ضائع ہو جاتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جو دل میں ہے وہ دل کے اندر ہی رکھا جائے۔

● حرکت کا انتہائی حسن نا پیدا کنار روش، اس کی ابدیت ہے!

● وہ جو اپنے آپ کو باریک تپلی اونچی چوٹی تک اٹھائے جاتا ہے وہ مضبوطی کے ساتھ کھڑا نہیں رہ سکتا۔ وہ جو اپنی ٹانگیں بہت چوڑی چوڑی پھیلانے لگتا ہے چل نہیں سکتا۔

● انسانوں میں کسی کو درست کرو۔ اشیا میں کسی کو درست کرو، یہی چیز بھرپور ذہانت کہلاتی ہے۔

● زیادہ رنگ انسانی آنکھ کی بینائی چھین لیتے ہیں، بہت سے نغمے مل جائیں تو کان بجنے لگتے ہیں۔ اور سماعت کھو دیتے ہیں، بہت ساری مزیدار اشیا انسانہ

کی لذت اٹھانے کی حس کو مار دیتی ہیں۔ اور نادر اور قیمتی سامان جس کی بھی ملکیت ہو اُسے ساری رات جگائے رکھتا ہے۔

● تکریم یا تذلیل دونوں میرے لیے پریشان کن ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم جس کی تعظیم کرتے ہیں یا جس سے خوف کھاتے ہیں وہ اصلاً تو ہمارے اندر ہی ہے"

تو جو کوئی دنیا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اس طور پر کہ وہ اس کا اپنا ذاتی تصور ہے وہ خود دنیا ہے جس کی وہ قدر کر رہا ہے، تو اس کے سپرد تو دنیا کی سربراہی و حکمرانی بھی کی جا سکتی ہے۔ وہ جو دنیا کو اس نظر سے دیکھتا ہے جیسے وہ اس کی اپنی ذات ہے دنیا کو اس کی نگرانی اور تحویل میں دیا جا سکتا ہے۔

● اچھے حکمرانوں کے بارے میں عوام کو بس ان کی موجودگی کا علم رہتا ہے۔ ان سے کم درجے میں اچھے حاکم وہ ہوتے ہیں، جن کی لوگ تعریفیں کرتے ہیں پھر ان کا درجہ ہے جن سے مخلوق خوف کھاتی ہے۔ اور آخری درجے میں وہ جن سے لوگ پناہ مانگتے ہیں!

● تسلیم خم کر دینے کا مطلب ہے اپنے آپ کو تمام و کمال بچا لیے جانا! لچک جانے کے معنی ہیں سیدھا ہو جانے کی سکت! اعضا کا رفتہ رفتہ جواب دے جانے کا مطلب ہے ان کی تجدید یعنی طلب و خواہش کا مفہوم ہے اس کی تکمیل۔ اور دافر ہونے کا مطلب ہے افراتفری! ایسا شخص ایک طویل عمر تک جی سکتا ہے۔

● اس دنیا کی مشکل چیزیں کبھی بہت آسان رہی ہوں گی! اور بڑی چیزیں بالکل چھوٹی! مشکل امور سے ایسے عالم میں نمٹنے کی کوشش کرو جب وہ ابھی آسان ہیں بڑے کام انجام دینے کی کوشش کرو ایسے وقت میں کہ وہ ہنوز بڑے نہیں ہیں۔

وہ جو چیزوں کو ہمیشہ آسان سمجھتا رہتا ہے اُسے ہمیشہ مشکلیں در پیش آئیں گی اسی لیے صاحب بصیرت مشکلات کو پہلے سے در پیش سمجھ لیتا ہے اور اس طرح وہ اسے کم ہی پیش آتی ہیں۔

معاملات کے سلجھنے میں عام طور سے لوگ اس وقت دل چھوڑ بیٹھے ہوتے ہیں، جب کامیابی ان کا قدم چومنے والی ہوتی ہے اگر وہ انجام کے قریب بھی ویسی ہی لگن سے کام کریں، جیسے آغاز میں، تو وہ کبھی بھی ناکام نہ ہوں!

زیادتی، بہتات اور اعلیٰ شان سے بچتے ہیں۔

◉ عالم فطرت میں سب چیزیں خاموشی کے ساتھ اپنا کام کرتی رہتی ہیں۔ ان کا وجود ہوتا ہے لیکن وہ کسی شے کو اپنی ملکیت نہیں بناتیں۔ وہ صرف اپنے فرائض پورے کرجانے میں لگی رہتی ہیں۔

◉ جب انعام تمہیں مل جائے تو اسے اپنی ذات کے لئے بھی درست کر دو اس لئے اگر تم نے اسے اپنے تک رکھنے کی کوشش نہ کی تو یہ تم سے کبھی نہیں چھینا جا سکے گا۔

◉ پچھلی صفوں میں رہو گے تو تمہیں آگے بڑھا دیا جائے گا اور اگر دور باہر باہر رہو گے تو تمہیں اندرونی کارکردگیاں سونپ دی جائیں گی۔

◉ نیکی اور خلوص دوڑ بھاگ میں نہیں پڑتے اور اسی لئے کوئی ان پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔

◉ وہ جو اپنے آپ کو نیچا گراتا ہے اسے تمام و کمال محفوظ رکھا جائے گا۔ وہ جو جھک جاتا ہے اسے عطا بہت ملے گی۔ وہ جو خالی ہے بھر جائیگا وہ جو فرسودہ ہو چکا ہے نیا بن جائے گا وہ جس کے پاس کچھ نہیں ہے کامران ہوگا، اور جس کے پاس بہت کچھ ہے وہ گمراہی کا راستہ لے گا۔

◉ خواہشوں کی کثرت ناگزیر طور پر شدید قربانیاں بھی طلب کرتی ہے زیادہ اندوختہ بالآخر نقصان ہی کا باعث بنتا ہے۔ وہ جو جانتا ہے کہ کب اسکے پاس بقدر کفایت جمع ہو چکا ہے وہ کبھی شرمندگی کا سامنا نہیں کرے گا۔ وہ جو جانتا ہے کہ کہاں رکنا ہے اسے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔

(۱۰)

دھم پد اور سُتّا نپاتا

دنیا کے عظیم مذاہب میں سے ایک "بدھ مت" جس کے بانی نے بیماری، دکھ، بڑھاپے اور موت سب کا علاج پالیا تھا صرف ایک اصول سے انفرادیت کی ہر خواہش اور ترک کرنا اور ہر جذبے کو مار ڈالنا یہی نروان کی کنجی ہے ——
اس عظیم مذہب کی مقدس کتابوں میں سے منتخب جواہر پارے ملاحظہ ہوں

جن سے اس مذہب کی عظمت کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے اپنا دیس بھی کتنا عظیم ہے جس نے گوتم جیسے عظیم کو جنم دیا۔ پھر یہ کیسا بدنصیب دیس بھی ہے کہ آج تک مذہب کی سچی اسپرٹ سے ہمکنار نہیں ہو سکا ہے (آخر کی طرح یہ بھی انگریزی سے ترجمہ ہے)

● ہم جو کچھ بھی ہیں وہ نتیجہ ہے اس کا جو کچھ کہ ہم نے سوچا اور جس کے ہم نے خواب دیکھے۔ (پہلی آیت)

● نفرت کبھی بھی نفرت سے ختم نہیں ہوتی۔ نفرت صرف محبت سے ختم ہو سکتی ہے۔

● خوبصورت، رنگین بے خوشبو کا پھول۔ بس ایسے ہی ان لوگوں کی باتیں سمجھو جو بہت اچھی باتیں کرتے ہیں مگر اتنے اچھے کام نہیں کرتے

وہ جو اپنی باتوں کی طرح اپنے کاموں میں بھی اچھے ہیں ان پھولوں کی طرح ہیں جو شوخ رنگ بھی ہیں حسین بھی خوشبودار بھی۔ ایسے پھولوں کی خوشبو یا صندل کی لکڑی کی مہک ہوا کی مخالف سمت میں اڑ کر نہیں جا سکتی۔ لیکن اچھے لوگوں کی خوشبو ہوا کی مخالف سمت میں بھی پہنچ جاتی ہے۔

✓ خوشبوؤں میں سب سے اچھی بھلے کام کی خوشبو ہے۔

● کتنی طویل ہوتی ہے جاگنے والے کی رات، تھک جانے والے کا فاصلہ اور بے وقوف کی الجھنوں بھری زندگی۔

● اگر کسی مسافر کو اپنے سے بہتر یا کم سے کم اپنے برابر سمجھ بوجھ والا ساتھی نہ مل سکے تو بھلائی اسی میں ہے کہ تنہا ہی سفر کاٹ دے۔ بے وقوف کا ساتھ کوئی ساتھ نہیں۔

● میری یہ دولت ہے، یہ میرے بچے ہیں، احمق ایسے خیالوں میں پھنسے رہتے ہیں۔ انسان خود بھی اپنا نہیں، بچے اور پیسے کا کیا سوال۔

● اگر کوئی احمق کسی عقلمند کا ساتھی بن جائے تو ساری عمر میں وہ صرف اتنا سا سچ سمجھ سکے گا جیسے چمچے کو شوربے کا مزا آ جائے۔

● اور اگر کسی ذہین آدمی کا کسی عقلمند سے ایک منٹ کا بھی ساتھ ہو جائے تو وہ سچ کو پا لے گا بالکل ایسے ہی جیسے زبان شوربے کا مزا پا لے۔

● جیسے ایک ماں اپنی زندگی کی قیمت پر اپنے بچے کی نگہداشت کرتی ہے

اپنے تنہا بچے کی، ایسے ہی ہر ایک کو سارے انسانوں کے سلسلے میں ایک بے پناہ پن
مزاج بنانا چاہیے، جاگتے سوتے، چلتے پھرتے، جب تک کہ وہ بیدار ہے، اسے اپنے
دماغ کا ایک ایک شمہ اسی میں لگا دینا چاہیے۔

● پوچھنے والے نے پوچھا، دنیا میں سب سے بہتر ملکیت کیا ہے (۲) کونسا
کام ہے جسے خوش اسلوبی سے کیا جائے تو خوشی ہو (۳) سب سے زیادہ شیریں چیز کیا
ہے اور (۴) زندگی گذارنے کا کونسا طریقہ سب سے بہتر ہے؟

اور بھگوت نے جواب دیا، عقیدہ دنیا کی عزیز ترین متاع ہے (۲) دین،
اس کے حق کے مطابق برتا جائے تو خوشی کا باعث ہوتا ہے، (۳) سچ سے زیادہ شیریں
چیز اور کوئی نہیں اور (۴) زندگی گزارنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ ہوش مندی کے
ساتھ گزاری جائے۔ شعور منزل مقصود بھی ہے شرط سفر بھی، بجز اس کے کارواں نہیں ہوتا

● ایسا دین دار جو گرہستی کی زندگی گزارتا ہے اور سچ، انصاف، مضبوطی اور وسیع
النظری کی خصوصیات کا حامل ہے اسے مرتے وقت کوئی صدمہ نہ ہوگا۔

● کبھی چٹان کو ہلتے دیکھا ہے؟ بڑے لوگ نہ الزام پر کانپنے لگتے ہیں نہ تعریف
پر پھولے لیتے ہیں۔

● برائی گوشت کھانے میں نہیں، برائی اس میں ہے کہ زندہ چیزوں کو برباد کیا جائے
برائی مار ڈالنے میں ہے، برائی کاٹنے میں ہے، باندھنے میں ہے، چرانے میں ہے جھوٹ
بولنے میں ہے، دھوکا اور فریب دہی میں ہے، فضولیات کے پڑھنے میں ہے دوسروں
کی عورتوں پر نظر رکھنے میں ہے۔

● درخت کٹنے کے باوجود محفوظ ہے اگر اس کی جڑیں سلامت رہی ہیں۔ یہ پھر بڑھ
آتا ہے ایسے ہی جب تک پیاس، دنیا کی پیاس، کی بنیادیں ختم نہ ہوں گی زندگی کا دکھ بھی
کبھی ختم نہ ہوگا تم پھر اسے بھوگنے آؤ گے۔

● جس کا ہاتھ زخمی نہیں وہ اپنے ہاتھ سے زہر بھی چھو سکتا ہے۔

● اٹھو اور قاعدہ میں آ جاؤ۔ تمہارے سونے سے کیا فائدہ۔ ان لوگوں
کے لیے جو بیمار ہیں غم زدہ ہیں تکلیف میں ہیں، نیند کے کیا معنی!
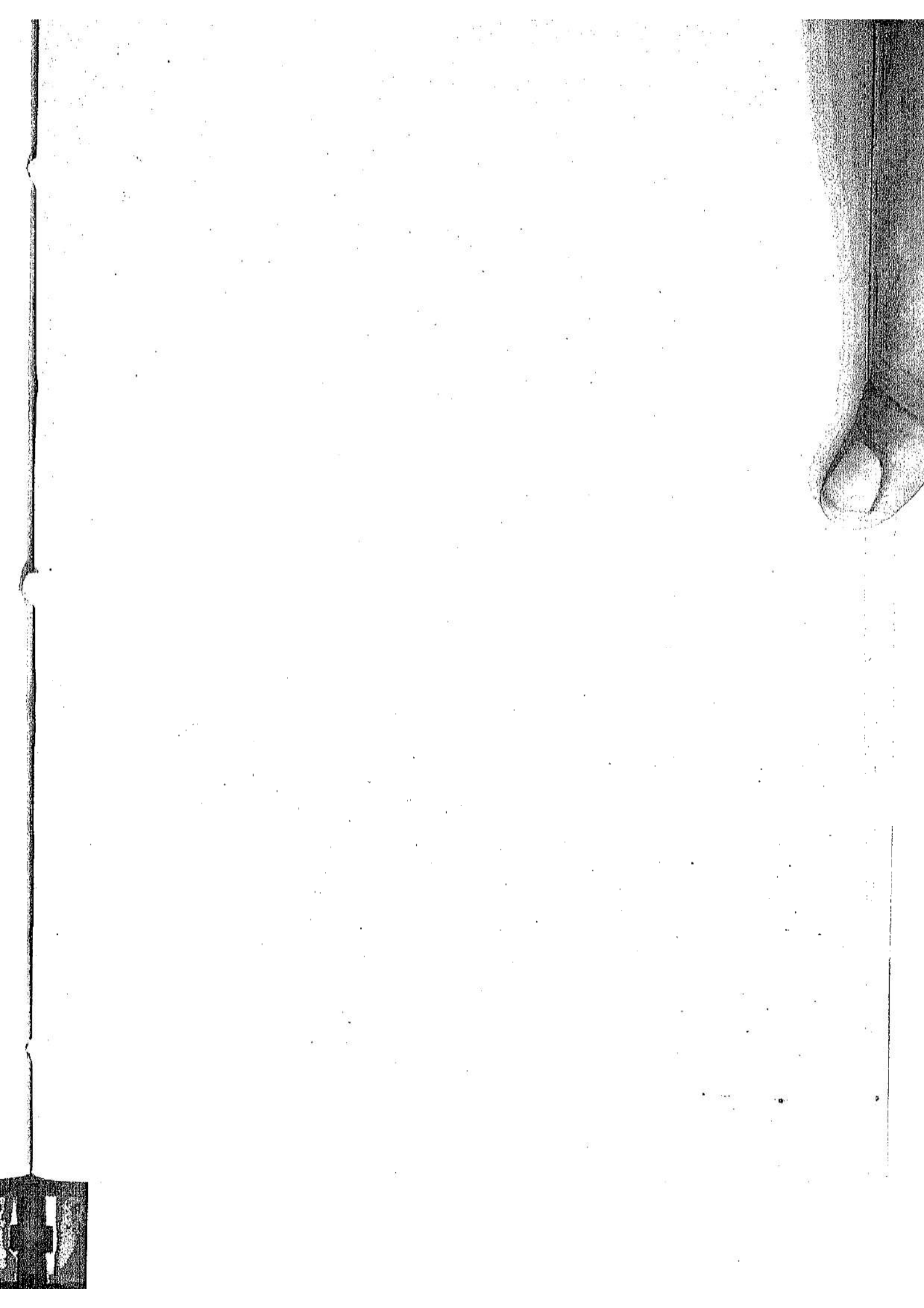
رازی

(۱)

کوئی کشتی میں بیٹھتا ہے اور کشتی دریا کے کنارے سے قریب ہوتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے کشتی تو ساکن ہے مگر کنارہ متحرک ہے، جو صریحاً غلط بات ہوتی ہے کہ ساکن تو کنارہ ہی ہے۔ جب روحِ انسانی کو بدن کی کشتی میں بٹھا کے زمانے کے دریا میں ڈال دیا جاتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ بدن کی کشتی تو ساکن ہے، مگر دریائے وقت حرکت میں ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا کیونکہ کشتیٔ حیاتِ جسمانی جو اس بدن کے ذریعہ ہی ہوتی ہے حرکت میں ہوتی ہے اور زمانے کا دریا اپنی جگہ قائم رہتا ہے۔ تو جو کوئی بصیرت کے اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ جو چیز واقعتہً جیسی ہو ویسی ہی اُسے نظر آتی ہو تو وہ زمانے کے تغیرات سے رنجیدہ نہیں ہوتا۔ سرورِ کائناتؐ شاید اسی سلسلے میں یہ دُعا کرتے تھے "ارنی الاشیا کما ھی" (اے رب مجھے چیزوں کو ایسا دکھا جیسی کہ وہ ہیں۔)

(۲)

اس جسم کو باقی رہنے کے لیے پیدا ہی نہیں کیا گیا۔ دیکھو نا، کہ یہ مسلسل ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ بچہ جوان ہوتا ہے، جوان بوڑھا ہوتا ہے؛ اگر جسم کو بقا ہوتی تو کم سے کم ایک حالت ہی برقرار رہتی۔ جب ایک حالت کو قرار نہیں تو معلوم ہوا کہ اسے بقا کے لیے پیدا ہی نہیں کیا ہے تو پھر جو کوئی اس سے بقا کی طمع رکھتا ہے جو کہ پھر اُسے نہیں ملتی اور وہ اس پر ملول ہو جاتا ہے، اسے تو اپنے آپ پر افسوس کرنا چاہیے کہ ناپائندہ سے پائندگی کی توقع کر رہا ہے۔

(۳)

جب تک انسان اپنی حقیقت کی بازیافت نہ کر لے اُسے موت سے

فراغت نصیب نہیں ہوگی۔ یہ بات جان لو کہ تم کچھ اور ہو اور تمہارا جسم کچھ اور؛ اور اس بات کے لیے دلائل کی کمی نہیں ہے۔

پہلی دلیل تو یہی ہے کہ انسان بوڑھا ہو کے بھی وہی انسان ہوتا ہے جو بچپن میں تھا۔ میں جانتا ہوں کہ میں وہی ہوں جسے میری ماں نے جنم دیا، میں بچہ تھا، پھر جوان ہوا اور اب بوڑھا ہو چلا ہوں ـــــ لیکن اُس وقت جب میں بچہ تھا تو ایک ڈیڑھ سیر کا ہوں گا، اور آج ایک ڈیڑھ من کا ہونگا؛ تو میرے اجزا میں کمی بیشی ہوتی رہی، لیکن میں اس سارے عرصے میں ایک ہی چیز رہا۔ سو معلوم ہوا کہ میری حقیقت میرے جسم اور بدن سے بالکل کچھ الگ ہی چیز ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ انسان اگر حالتِ بیداری میں نظر سے غائب چیزوں کا مطالعہ کرنا چاہے تو کامیاب نہیں ہو سکتا، مگر جب سو جاتا ہے تو عالمِ غیب اسے میسر آ جاتا ہے۔ بیداری سبب قوتِ تن ہے اور نیند سبب کمزوری تن۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جاگتے میں قوتِ تن کے باعث روح کمزور رہتی ہے اور اس لیے مطالعۂ غیب سے عاجز؛ اور نیند کے عالم میں جسم کمزور پڑ کے روح کو قوت دے دیتا ہے جو مطالعۂ غیب پر قادر ہو جاتی ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ بدن کی قوت کے وقت روح کمزور ہوتی ہے۔ اور بدن کی کمزوری کے ساتھ روح طاقتور ہو جاتی ہے۔ سو اس سے یہ معلوم ہوا کہ روح جو علم و آگہی کا مقام ہے کچھ دوسری ہی چیز ہے اور جسم کچھ دوسری چیز۔

تیسرے یہ کہ جب انسان موٹا ہو جاتا ہے اور پھر جب بیمار پڑتا ہے اور بیماری سے صحت پاتا ہے تو پھر موٹا ہو جاتا ہے اور یہ انسان وہی ہے کہ جو تھا۔ صرف جسم کے اجزا بدلتے رہتے ہیں اس کی حقیقت ـــــــــــ باقی

رہتی ہے۔ سو یہ حقیقت کچھ اور شے ہے اور جسم کچھ اور۔

چوتھی دلیل یہ کہ سچ کی تلاش میں اس کی راہیں کھوجتے رہنا اور اس پر غور و فکر کرنا روح کے کمال کا باعث بنتا ہے کیونکہ زیادہ غور و فکر سے روح نادانی کے اندھیرے سے معرفت حق کی روشنی تک پہنچ جاتی ہے اور ابدی سعادت سے ہمکنار ہو جاتی ہے۔ پھر یہ غور و فکر ہی ہے جس سے جسم پگھلتا ہے کیونکہ جب انسان بہت سوچنے میں مشغول رہتا ہے تو کھانے سونے لذت اٹھانے اور خواہش کرنے سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے جسم پر خستگی اور کمزوری کے آثار طاری ہو جاتے ہیں۔

یہ ظاہر بات ہے کہ زیادہ کھانا، اور دنیاوی خواہشات ولذات میں مشغول ہونا جسم کے کمال کا سبب بنتا ہے کیونکہ جسم موٹا ہوتا ہے، طاقتور ہوتا ہے اور اسی طاقت کے سبب روح کمزور ہو جاتی ہے۔ وہ اس لیے کہ جس کسی کا مقصد و منتہا کھانا اور خواہشات کو تسکین پہنچانا ہو تو سمجھ بوجھ رکھنے والوں کے نزدیک اس کا شمار بہائم ہی میں ہونا چاہیے، جس پر محض حقارت اور افسوس کی نظر ہی پڑ سکتی ہے۔ سو معلوم ہوا کہ جو چیز بھی جسم کی زیادتی کا باعث ہو وہ روح کی کمزوری کا سبب ہو گی، اور جو چیز سعادت روح کا باعث ہو وہ جسم کے لیے کمزوری اور گھاٹے کا سبب بنے گی۔ اس سے پتہ چلا کہ وہ چیز جو محل معرفت حق ہے وہ اس جسم سے ہٹ کے کچھ اور ہی چیز ہے۔

پانچویں دلیل یہ کہ عالم اجسام کی خاصیت یہ ہے کہ ہر لوح جس پر کوئی ایک نقش آ گیا اس پر پھر کوئی دوسرا نقش نہیں جم سکتا۔ اگر ایک لوح پر دو نقش لکھ دیے جائیں تو دونوں ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ ہو کے دونوں ہی بیکار ہو جائیں گے۔ اسی طرح کوئی بھی جسم ہو بس ایک نقش قبول کرتا ہے لیکن روح کی لوح پر سیکڑوں ہزاروں نقش بنتے رہتے اور کوئی ایک نقش کسی دوسرے کے ساتھ گڈمڈ نہیں ہوتا نہ کالعدم ہوتا ہے۔ انسان کو بیسیوں علوم کے ان گنت اوراق یاد ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود آسمانوں کے بارے میں، سیاروں کی گردش کے سلسلہ میں پہاڑوں دریاؤں اور صحراؤں کی صورت و نوعیت کے بارے میں جو کچھ اس کے دماغ میں ہوتا ہے، معدنیات، نباتات اور حیوانات کے احوال و صفات کے بارے میں وہ جو کچھ جانتا ہے۔ سب کا سب علم الگ الگ صاف صاف قائم رہتا ہے۔ ہر نقش نکھرا ہوا، اور کوئی نقش کسی دوسرے سے مل کے بگڑا ہوا نہیں۔ سو اس سے پتہ چلا کہ جسم بہر صورت صرف ایک نقش قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جب کہ روح انسانی نقشہائے بے نہایت قبول کر لیتی ہے اور ان نقوش میں کوئی ایک ایک دوسرے سے مل کے گڈمڈ نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جوہر روح کچھ اور ہی چیز ہے، اس پر کدورت ظلمت کدہ سے بالکل الگ!

چھٹی دلیل یہ کہ انسان کی عمر کے چار مدارج ہیں؛
پہلے۔ بڑھنا، جسے سن نشو و نما کہتے ہیں جس کی حد تیس سال تک ہوتی ہے۔
دوسرے۔ قائم ہو جانا، جب نہ زیادتی ہوتی ہے نہ کمی آتی ہے اسے سن شباب کہتے ہیں اور اس
حد چالیس سال تک ہوتی ہے۔
تیسرے۔ کسی قدر کمی آنے لگتی ہے یہ کہولت کا درجہ ہوتا ہے اور اس کی حد ساٹھ سال تک ہوتی ہے
اور چوتھے۔ خوب کمی ہونے لگتی ہے اور اس درجہ میں آکے انسان پیر و ضعیف ہو جاتا ہے "تا آنکہ موت
آجاتی ہے۔

عاقلوں کا کہنا ہے کہ انسان کا دورِ نشو و نما بہار کی مانند ہے، طبعاً گرم و تر؛ دورِ جوانی موسم گرما کے مانند ہے، طبعاً گرم و خشک؛ کہولت میں خریف سے مشابہت ہوتی ہے، سرد و خشک اور عہدِ پیری موسم سرما ہے، سرد و تر۔

چالیس کو پہنچ کے انسان کا جسم کمزور پڑنے لگتا ہے لیکن اس کی عقل و دانش کا کمال اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ رسول اللہ کو وحی چالیس سال کی عمر گزار کے ہی آئی تھی۔ سو معلوم ہوا کہ جسم میں جب کمزوری آتی ہے اس وقت روح کے کمال و قوت کا آغاز ہوتا ہے؛ اور یہ کہ کارِ عالمِ روحانی، کارِ عالمِ جسمانی کے بالکل برخلاف ہے، اور وہی سبب جو ایک کے لیے نقصان رساں ہے دوسرے کے لیے باعثِ سعادت و کمال ہے!

ساتویں دلیل یہ ہے کہ: جب انسان دریائے معرفت میں غوطہ لگاتا ہے اور انسان کا دل اس میں لذت و حلاوت اور نورِ معرفت اور محبتِ حق پالیتا ہے اور عالمِ جسمانی کی قباحتیں اور مصلحتیں صاف صاف دکھائی دینے لگتی ہیں تو پھر کھانے اور سونے کی لذتوں سے دل باز آجاتا ہے اور یوں بھی ہوتا ہے کہ کئی کئی دن گزر جاتے ہیں اور برائے نام ہی کچھ حلق کے نیچے اترتا ہے۔ سو معلوم ہوا کہ جب روح نے محبت و معرفت سے اپنی پیاس اور بھوک بجھالی تو جسم کھانے پینے سے بے نیاز ہو گیا اور جب جسم کھانے پینے کی لذت میں لگ گیا تو روح محبت و معرفت کے کھانے پینے سے محروم رہ گئی۔ اس سے پتہ چلا کہ عالمِ روحانی الگ ہے اور عالمِ جسمانی الگ۔

آٹھویں دلیل یہ ہے کہ: ہر شخص کی عقل گواہی دیتی ہے کہ عالمِ جسمانی خسیس ہے اور عالمِ روحانی شریف۔ کیونکہ جس کسی کے بارے میں لوگوں کو کچھ اعتقاد ہو جاتا ہے کہ اسے کھانے سونے اور خواہشات کی طرف رغبت نہیں اور وہ ان سے دور ہے تو ایک عالم اس کی خدمت میں دوڑ پڑتا ہے اور اس

کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے، جب کہ اس کے برخلاف شخص کے بارے میں یہی مخلوق اچھا نظریہ نہیں رکھتی اور از قبیل بہائم شمار کرتی ہے۔ سو معلوم ہوا کہ ساری عقلیں اس کی گواہی دیتی ہیں کہ جو کچھ سعادت تن سے متعلق ہے وہ محض شقاوت ہے اور عین نقصان، اور سعادت حقیقی بجز سعادت روحانی اور کچھ نہیں۔

نویں دلیل یہ کہ: حقیقت انسان یہ ہے کہ وہ دانا، گویا، متفکر اور متذکر ہو۔ اور ان میں سے کوئی صفت جسم کے ساتھ وابستہ نہیں ہے، نہ جسم کا کوئی ایک حصہ ان صفات پر حاوی ہے۔ آنکھ بینائی رکھتی ہے شنوائی اور گویائی نہیں۔ کان کے پاس شنوائی ہے مگر بینائی، دانائی اور گویائی نہیں زبان کے پاس گویائی ہے مگر دوسری صفات نہیں۔ دماغ کے پاس تفکر، تذکر اور تخیل ہے مگر شنوائی اور گویائی نہیں۔ دل کے پاس دانائی ہے مگر باقی صفات نہیں۔ معلوم ہوا کہ کوئی ایک حصہ بھی جسم کے پاس ایسا نہیں جس میں یہ ساری صفات جمع ہوں تو لازم آتا ہے کہ حقیقت انسان ان اعضا و اجزا سے کچھ الگ چیز ہو!

دسویں دلیل یہ کہ سارے اعضا انسان کی ملکیت ہیں۔ یوں بھی کہا ہی جاتا ہے کہ میرا دل ایسا ہے یا میری آنکھ اس طرح کی ہے یا میرا کان، میرا ہاتھ، میری عقل۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام اعضا انسان کی ملک ہیں؛ اور مالک لازماً مملوک سے الگ ہی ہوا، یعنی یہ کہ انسان اس بھاری تن و توش سے کچھ الگ ہی ہوا۔

(۴)

حقیقت روح معلوم ہونے کے بعد اب ہم پھر حقیقت مرگ کی طرف آتے ہیں۔ اتنا تو طے ہو گیا کہ جوہر روح انسانی کی ہستی اس جسم سے قطعی مستغنی ہے، اور یہ کہ یہ جسم محض ایک ذریعہ یا واسطہ ہے جس کے ذریعہ وہ اسباب سعادت حاصل کرتی ہے۔ لیکن جب کہ ہر فاعل کے لیے، اگر اس کا ذریعہ ٹوٹ جائے تو اس کا فعل بھی ادھورا ہی رہ جائے گا۔ حقیقت انسانی کی صورت میں اس کے بالکل برخلاف اگر بدن ختم بھی ہو جائے تو بھی حقیقت انسانی کو نقصان نہیں پہنچتا، وہ باقی رہتی ہے۔ اگر اس واسطہ کے ذریعہ عالم آخرت سے رشتہ استوار کر لیا ہوتا ہے، تو جب جسم مر جاتا ہے تو اسے دشمن سے خلاصی مل جاتی ہے اور دوست کے پاس پہنچ جاتی ہے اور سعادت پر سعادت حاصل ہوتی جاتی ہے لیکن اگر اس واسطہ سے دنیا کی دوستی اور مال و مرتبہ کی خواہشات و لذات حاصل کی ہوئی ہوتی ہیں تو، تو جب یہ جسم مر جاتا ہے تو گویا دوست سے جدا ہو کے اور ایک اجنبی بستی میں بے یار و بے کس پہنچتا ہے قدرتاً درد پر درد سوا ہوتا جاتا ہے اور رنج و غم و اذیت کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اس معاملۂ خاص میں قدرے غور و تامل کر لے اور توفیق شامل حال رہے تو کچھ ایسا مشکل نہیں کہ موت کے بعد درپیش آنے والے حال

سے اسی زندگی میں واقف ہو جائے۔ بس ذوق ہو حقیقت کے پردے اٹھنے میں دیر نہیں ہوتی (کسی سے پوچھا گیا کہ موت کے بعد کے احوال پر کچھ بتاؤ کہ یہ کیسے پتہ چلے خدا ہم سے راضی ہے یا ناراض۔ اس نے جواب میں کہا یہ بات بتا چلانا اس دنیا میں ممکن نہیں۔ کسی عارف نے گفتگو سن کے کہا کیوں ممکن نہیں ہے؟ بڑی آسان سی بات ہے، تم خود اپنے دل میں جھانکو اور پوچھو کہ تمہارے دل کو خدا کے کاموں پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے، اور وہ راضی برضائے خدا ہے، اور مقدرات و مقررات کی کوئی شکایت تو نہیں کرتا پھر یقین رکھو کہ خدا بھی تم سے راضی ہے کیونکہ جو لوگ خدا سے خوش رہتے ہیں، خدا ان سے خوش رہتا ہے:
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ)

(۵)

درد دوست سے جدا ہونا ہے، اور جو کوئی کسی شے کو عزیز رکھتا ہے اگر وہ اس سے جدا ہوتی ہے تو اس کا درد ہوتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ کوئی تکلیف آگ میں جلنے سے زیادہ تو نہیں؛ اس کی حقیقت بھی جدائی ہی ہے کہ ہر جزو کی طبیعت دوسرے اجزا سے تقاضا کرتی ہے کہ ان کے ساتھ ملی رہے اور یہ پیوستگی ان اجزا کا مطلوب و محبوب ہے۔ آگ کی گرمی اور لطافت ان اجزا کے درمیان آکے ایک کو ایک سے جدا کر دیتی ہے پھر جب آگ کے اجزا ان اصل اجزا کے مابین آجاتے ہیں اور یہ آگ سبب جدائی بن جاتی ہے تو تکلیف کا احساس ہونے لگتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آگ میں جلنے کی تکلیف در اصل جدائی ہی کی تکلیف ہے اور حقیقت اور درد محبوب اور دوست سے جدا رہنا ہی ہے۔

تو عقلمند آدمی کوشش کرتا ہے کہ جس کسی چیز کے بارے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ کبھی جدا ہو جائے گی تو وہ اسے دوست نہیں بناتا اور اس بنیاد پر دنیاوی زندگی سے دوستی یقیناً بے عقلی کی بات ہے کیونکہ یہ رہنے والی چیز نہیں، اولاد سے محبت کا بھی یہی عالم ہے اور یہی صورت حکومت، مال اور مرتبہ کی ہے کہ بالآخر ان سب کے جدا ہونے کا تو خطرہ رہتا ہی ہے! کیونکہ ان میں سے بھلا کون سی چیز ہے جو ٹکنے والی ہے پھر اور جب جدائی کا وقت آتا ہے تو تکلیف ہوتی ہے!!

تکلیف کی شدت محبت کی شدت کے مطابق ہوتی ہے، جتنی محبت شدید ہوگی درد جدائی بھی اتنا ہی شدید ہوگا اور وہ شے جس سے نہ جدائی ہے نہ فراق، وہ معرفت و محبت حق ہے کیونکہ ذاتِ حق فنا و عدم سے پاک ہے اور جوہر روح پر مرنے یا بدن کے احوال کی تبدیلی سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سو جو کوئی اسے دوست رکھتا ہے تو اس کی دوستی اس سے کبھی جدا نہیں ہوگی اور نہ کبھی اسے غم و اندوہ سے واسطہ پڑے گا۔ یہ حقیقت میں اس آیت کی تفسیر ہے کہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔

عام طور سے بیابانوں، پہاڑوں اور زمینوں کے اجزا اسی مٹی سے ہوتے ہیں۔ ان میں سونے کے اجزا نہیں ہوتے لیکن بعض زمینوں اور پہاڑوں میں سونے کے اجزا بھی ملے ہوتے ہیں۔ یہ معلوم ہے کہ وہ مٹی جس میں سونے کے اجزاء نہیں ہوتے وافر مقدار میں ہوتی ہے اور سونا ملی ہوئی مٹی شاذ و نادر ہی مل جاتی ہے اور اس سونا ملی مٹی میں بھی مٹی کی تعداد کتنی زیادہ اور سونے کی مقدار کس قدر حقیر ہوتی ہے۔ سیکڑوں من مٹی رد لینے کے بعد سونے کی ذرا سی مقدار ملتی ہے۔ فرض کرو سونے کی یہ مقدار اس مٹی کے تناسب سے بڑھتے بڑھتے آدھوں آدھ ہو جائے، اس کے بعد فرض کرو کہ کھودنے والا ناگاہ قریب کے کسی غار تک پہنچ جائے جہاں پورا غار محض سونے سے بھرا ہوا ہو؛ ایسا انتہائی شاذ و نادر ہی ہو سکتا ہے اور اس آسمان کہنہ کے تلے زندگی کو شاید ایک بار سے زیادہ کا اس کا تجربہ بھی نہ ہو وے۔ مراتب ارواح کا یہی حال ہے۔ اکثر اجزاء عالم جس طرح سونے کی ملاوٹ سے خالی ہیں، ایسے ہی اکثر ارواح اہل عالم محبت و معرفت حق سے خالی ہیں۔ اکثر لوگ جو محبت و معرفت کے دعویٰ دار ہوتے ہیں وہ تقلیداً ہوتے ہیں مصلحت وقت و زمانہ کے تحت، جبکہ ان کی روح کی حقیقت کو اس بات سے نہ کوئی نصیب ملتا ہے نہ نصاب۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جن کی روح معرفت حق سے مناسبت رکھتی ہے جو محبت حق سے آشنا ہوتے ہیں۔ پھر جس طرح سونا ملی مٹی کا درجہ ہوتا یہاں تک کہ ایسا غار بھی ہوتا ہے جہاں یکسر سونا ہی سونا ہوتا ہے یہاں بھی یہ ارواح جو معرفت و محبت حق میں اور خدمت و عبودیت میں ڈوبی ہوئی ہیں ان کا کچھ اور ہی رنگ ہوتا ہے۔ یہ ایک درجہ میں پہنچ کے یکسر خدمت و عبودیت میں رنگ جاتی ہیں، ان کی بات حق کی بات ہو جاتی ہے ان کا کلام حق کی فضیلت ہوتا ہے اور ان کا اعتماد حق کی عصمت پہ ہوتا ہے۔ وہ فکر کرتے ہیں تو حق کے دلائل کے بارے میں ——— اور پھر نفع و ضرر پہنچانے والی چیزیں ان کے لیے ایک ہو جاتی ہیں سب وہی ہے۔ پھر سونے سے پُر غار کی طرح جو کوئی اس مقام پہ ہوتا ہے پھر کسی دوسرے کو اس کی خبر نہیں دیتا نہ کسی سے اس کے بارے میں بات کرتا ہے۔ اسی طرح وہ روح جو محبت و خدمت و طاعت حق میں غرق ہوتی ہے اسے کوئی نہیں پہچان پاتا یہ لوگ بے نام و نشان زیست کر جاتے ہیں اور بے سر و سامان مر جاتے ہیں۔

(ک)

موت فعل خدا ہے اور فعل خدا باطل نہیں ہوتا کہ موت میں بے شمار حکمتیں ہیں:

پہلی حکمت یہ کہ اگر ہم ہمیشہ اس دستر خوان پہ جا رہوں تو دوسروں کے لیے جگہ نہیں ہو گی اور

یہ علمت سے بعید ہے کہ کسی ایک کو تو سب کچھ دے دیا جائے اور دوسروں کو محروم رکھا جائے۔ پس ایک کو اپنا حصہ پا چکنے کے بعد حکمت کا تقاضا ہے کہ اس کی جگہ دوسرے کو دی جائے۔

زیں مائدہ جہاں چہ خوردی شکست
برخیز کہ دیگراں بخواہند نشست

پھر روح کو عقل کا سرمایہ دیا اور اس دنیا میں تجارت و کاروبار کے لیے بھیجا، یہاں آ کے کاروبار کیا اور معارف الٰہی اور ادراک حقائق نامتناہی کے منافع بٹورے، اور پھر بھی اجنبی دیس تھا، اچھا نہیں کہ یہیں رہے مصلحت یہی ہے کہ وطن کو لوٹے: ارجعی الی ربک راضیۃً مرضیہ

پھر حیات جسمانی کے مزے بہت مختصر ہیں اور ان میں نیا پن کم ہی ہے (تکرار زیادہ ہے) اور حاصل کار اس کے سوا نہیں کہ چاشت کے وقت خوان لگ گیا اور نماز کے وقت آفتابہ آ گیا، اور لوگوں کا ایک غول ہے وہ اس سے اور وہ ان سے جھوٹ سچ ملاتا رہتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ منافقت و ریاکاری کے پورے آداب کے ساتھ زندگی چلتی رہتی ہے۔ حاصل کار اتنا ہی ہے۔ اگر عمر ایک سال کی ہو تو بھی یہی، اور اگر سو سال کی ہو تو بھی یہی۔ اور عاقل اگر ایک بات کو دوبارہ سنتا ہے تو اسے گھن آتی ہے اور کہتا ہے کہ ایک بات کو مکرر سننا وقت اور عمر کو ضائع کرنا ہے۔ اور چونکہ اس دنیا کی لذتیں اور سعادتیں مختصر اور حقیر ہیں اور مختصر اور محقر ہونے کے ساتھ ساتھ مکرر ہیں تو یہ کسی حکیم کی حکمت سے بعید تھا کہ ان میں انسان کو دائماً چھوڑے رکھتا۔

ادھر آخرت کی سعادت ہے فیہا مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر سو موت ہر لحاظ سے واجبات میں سے ہے کہ روحیں اس کشاکش اور تنگی سے نجات پائیں اور عالم سعادت کی بلندیوں پر پہنچیں۔

پھر یہ کہ جب بچہ شکم میں ہوتا ہے اُسے اس عالم کی خوشبوں کی خبر نہیں ہوتی اور اپنی جگہ سے جدا ہونا اُسے اچھا نہیں لگتا۔ سو حکمت الٰہی کا تقاضا ہوا کہ وہ اپنی جگہ سے تکلیف کے ساتھ جدا ہو کر اس عالم میں آئے۔ جب وہ یہاں آیا تو معلوم ہوا کہ یہ عالم اس تنگ و تاریک جگہ سے بہتر اور برتر ہے۔ اسی پر قیاس کرو کہ جب انسان کو اس دنیا سے باہر لے جاتے ہیں تو اسے اچھا نہیں لگتا لیکن جب اس عالم میں پہنچتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالم اِس عالم سے بہتر ہے۔

(۸)

اگر کوئی پوچھے کہ قبرستان کی زیارت سے کیا فائدہ ہے تو اس کے جواب میں میں کہوں گا کہ۔۔

بدن سے روح کا تعلق عشق کا تعلق ہے اور عشق کی حقیقت بڑی نازک ہے جس کے بارے میں
مقربوں کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن اتنا تو سبھی جانتے ہیں کہ عشق کا وجود ہے اور یہ تمام جاندار
بالطبع موت سے گریزاں رہتے ہیں تو جب روح جسم سے جدا ہوتی ہے تو جدائی کے بعد اس روح
کو اس مٹی سے تعلق رہ جاتا ہے اور جب کوئی شخص اس مٹی کی زیارت کے لیے جاتا ہے تو اس زیارت
کنندہ کی روح کا اس مٹی سے تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ ادھر وہ جسم سے جدا شدہ روح بھی اس مٹی سے
تعلق رکھتی ہوتی ہے، سو آنے والے کی روح اور مرنے والے کی روح میں اس مٹی کے سبب قرب اور
نزدیکی ہو جاتی ہے اور دونوں روحیں اس مٹی کی بدولت ان دو آئینوں کی طرح ہو جاتی ہیں جنھیں
ایک دوسرے کے مقابل رکھ دیا جائے۔ اور اس تعلق کے سبب جو کچھ اس روح کے اندر خیال
آئے گا دوسرے کے اندر بھی آجائے گا، دونوں آئینوں کی مانند کہ ایک کی شعاع دوسرے میں
منعکس ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے سبب روشن تر ہوتا ہے۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ زیارت
کرنے والے کی روح میں اس سے علم و تجلی میں زیادتی اور قوت کسب میں اضافہ ہوتا ہے جب کہ
مرنے والے کی روح میں صرف قوت تجلی باقی رہ گئی ہے، قوت کسب و زیادتی علم نہیں رہی۔
تو جب دونوں روحیں اس مٹی کے واسطے سے ایک دوسرے کے برابر آتی ہیں اور ملتی ہیں تو روح
قوت تجلی سے جدا ہو کر زیارت کرنے والے کے اوپر تاباں ہوتی ہے اور وہ اس سے اثر پذیر ہوتا
ہے۔ پھر زیارت کنندہ کی طاعت و معرفت کی زیادتی کے سبب گزری ہوئی روح پر اثر پڑتا ہے
اور اس کے درجات میں بلندی آجاتی ہے۔

بوئے ارباب وفا از گل ما می آید — کعبہ نہ آنرو بطواف دل ما می آید
نیست سر منزل دل قابل ہر نا اہلے — ہر کہ اہل است بہ سر منزل دل می آید

(۹)

میرا عزیز بیٹا محمد چل بسا، اب اس ناتواں کے لیے بشریت اور جسمیت کے ساتھ جیتا درد کی
آگ میں جلنا ہے وہ ہے اور اس کے نصیب میں صفوت و فلکیت کے حساب میں جو روح
و ریحان ہیں وہ ہیں۔
ابو جعفر منصور کا بھی ایک بیٹا تھا جس کا حکم آ گیا۔ ابو حنیفہ اس سے تعزیت ملنے گئے اور کہا
اے امیر المومنین خدا کی رحمت تیری شفقت سے بالیقین بہتر ہے اور خدا کا ثواب اس لقین

سے بہتر ہے کہ اس کی رحمت اس مرحوم پر اس شفقت سے زیادہ ہی ہوگی۔ اس کی وجہ صاف ہے کہ جتنی شفقت اس دل میں ہے وہ پیدا تو اسی کی کی ہوئی ہے تو اگر رحمتِ حق اس سے وسیع تر اور عظیم تر اور بیش تر نہ ہو تو اس ساری مخلوق کے دل میں اتنی شفقت کہاں سے آئے۔

چوں دانستی کہ زندگی در مرگ است
مردانہ بمیرد خویشتن را برہاں

[سکندر کو جب خدا کا حکم آپہنچا تو ماں کو آخر وقت میں لکھا کہ مجلس تعزیت کرو تو بہت سے مہمانوں کو بلانا لیکن یہ پہلے سے کہہ دینا کہ اس محفل کی دعوت میں صرف وہ لوگ شریک ہوں گے جنھوں نے تمام عمر مصیبت کا منھ نہ دیکھا ہو اور کسی دوست یا عزیز کا داغ فراق اٹھایا ہو۔ وصیت کے مطابق بے چاری ماں نے محفل برپا کی اور دعوت نامے جاری کیے مگر —— اس دعوت میں کوئی بھی شریک نہ ہوسکا کہ ایسا کوئی بھی نہ تھا جس پر کوئی نہ کوئی افتاد نہ آئی ہو۔ اس وقت ماں نے سمجھا کہ سکندر کیا بتانا چاہتا تھا!]

جان دار فکر:-

اگر میں مناظر کی تصویریں بناؤں تو ان میں بھی انسانی نقوش ابھر آئیں گے!!

ماہرِ فن:-

اگر ہم کوئی ایک ہی کام انجام دینے کے سلسلے میں تکمیل کی طرف بڑھتے رہیں، اور اس ایک خاص کام کو پورا پورا سمجھ لیں ـــــ تو اس کے ماسوا ہمیں بہت سی دوسری چیزوں کے بارے میں بھی علم ہوتا جاتا ہے اور سمجھ میں آتی جاتی ہیں۔

بڑے شہر کی سڑکوں پر:-

ہیگل نے کہا ہے اب جدید عہد کا شہر ہی انسانی روح کے لیے وہ مسکن ہے جہاں وہ خود آگاہی حاصل کر سکتی ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے: اب یہ بڑے شہروں کا دور ہے۔ دنیا کے سچ کا ایک حصہ جو اسے توازن اور استقلال بخشتا ہے ـــــ نیچر اور سمندر وغیرہ ـــــ وہ سب کٹ کے الگ ہو چکا ہے، اب یہ آگاہی صرف شہر کی سڑکوں پر مل سکتی ہے [جب تک تم کسی بڑے شہر میں نہیں رہ بس چکے ہو، اس وقت تک اس کی پوری بلاغت کو نہیں سمجھ سکتے۔]

سادگیٔ اظہار میں ناکامی:-

انسانوں کی ساری کم نصیبی اس نقطہ سے چلتی ہے کہ وہ اپنی بات کو سادہ اور صاف طریقے سے کہہ دینے میں ناکام رہ جاتے ہیں!

انسان عظیم ہے خدایا:-

شاید سقراط، عیسیٰ اور نیٹشے دونوں سے زیادہ صحیح تھا جب اس نے کہا تھا ترقی اور سچی عظمت اس ایک مکالمہ میں مضمر ہے جو انسانی سطح پر عمل میں آئے، نہ یہ کہ اس رمز یہ روحانی پیغام میں جو یک طرفہ کسی شخص کی طرف سے کسی تنہا پہاڑ کی چوٹی سے نشر ہو رہا ہو!

انک لعلیٰ خلق عظیم:-

کسی نظریہ کے لیے یہ بات کہ وہ دنیا میں تبدیلی لے آئے سب سے پہلے اس کی متقاضی ہوتی ہے کہ وہ حامل نظریہ شخص کی زندگی میں تبدیلی لے آئے، اور اس طرح ایک مثال میں مجسم ہو چکا ہو!

انسان دوستی:-

انسان دوستی کی تحریک کے خلاف نہیں ہوں پھر بھی مجھے کچھ تشنہ سی لگتی ہے۔ یونانی فکر، مثال کے طور پر، انسان دوستی کی تحریک سے قطعی مختلف چیز ہے: یہ خیالات و افکار کا ایک نظام تھا جس میں.....

ہر شے کے لیے کھپت اور جگہ تھی!

تضادات:۔

پارٹی فرد کے اختیار وارادہ کی منکر تھی مگر ایک ہی سانس میں وہ اس کے اختیار وارادہ کے ساتھ اپنائی ہوئی اس کی اپنی قربانی بھی مانگتی تھی! دو متبادل چیزوں میں انتخاب کرسکنے کی اس کی صلاحیت سے منکر تھی، اور اسی سانس میں یہ بھی کہتی تھی کہ فرد کو صحیح متبادل چننا چاہیے! وہ اس کی اچھائی اور برائی میں تمیز کرسکنے کی قوت سے انکاری تھی، اور ساتھ ہی جرم اور غداری کے بارے میں صاف صاف بیان بھی کرتی تھی! فرد اقتصادی جبریت کے نشان کے تلے کھڑا ہوا تھا؛ وہ ایک گھڑی کی چابی تھا جس میں ابدالآباد تک کے لیے کوک دے دی گئی ہے، جسے نہ اب روکا جاسکتا ہے نہ موڑا جاسکتا ہے ـــــ اور پارٹی کی مانگ تھی کہ چابی کو گھنٹہ کے پورے مشینی نظام کے خلاف بغاوت کرنی چاہیے، اور اس کی جہت بدل دینی چاہیے!

سوہرپن:۔

سوہرا ہونا اور سوہرپن کا احساس، تھکا دینے والا احساس ہے۔ لیکن اس سے زیادہ یہ بات تھکا دینے والی ہے کہ کوشش کی جائے کہ سوہرپن نہ ہو ـــــ اس لیے ہر کوئی تھکا ہوا ہے کیوں کہ ہم میں سے ہر ایک میں تھوڑا تھوڑا سوہرپن تو ہے ہی۔ مگر اسی لیے بعضے تو تھکاوٹ کی اس حد تک پہنچ جاتے ہیں جہاں موت کے سوا انھیں نجات کے سارے راستے بند نظر آتے ہیں!

اچھا نہیں، محض قابلِ قبول:۔

میری تمام تر دلچسپی اپنے آپ کو اچھا نہیں، محض قابلِ قبول بنانے میں ہے ـــــ اور یہاں کوئی کسی کو قبول نہیں کرتا!

انسان اور جانور:۔

ڈاکٹر کے ویٹنگ روم میں انسان کس طرح لاچار جانور کی مانند لگتے ہیں!

کامیاب کتاب:۔

جس چیز نے میری کتابوں کو کامیاب بنایا ہے وہ وہی ہے جس نے انھیں میرے لیے محض غلط اور غیر صحیح بنادیا ہے۔

تاریخی مجرم:۔

ہمیں اس کا اقرار کرنا چاہیے کہ ہم تاریخ کی نگاہوں میں مجرم ہیں۔ اگر ہم اس چیز کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے جس کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے، یہ خاموشی کی سازش آنے والوں کی نظروں میں ہمیں

ہمیشہ کے لیے نیچ کر دے گی!

بے چارہ مشہور آدمی :-

مشہور آدمی: وہ جس کا مسیحی نام، اپنا نام، بالکل غیر اہم اور بے مطلب ہو کے رہ جائے! باقی سب لوگوں کے اپنے اپنے نام ہوتے ہیں جن کا کچھ نہ کچھ مطلب بھی ہوتا ہے۔

افسوسناک :-

کامیابی کے ساتھ یہ کیسی المناکی ہے کہ اس کے تصور میں مخالفت کا تصور لپٹا رہتا ہے!

بے لاگ نیکی کا وجود ہی نہیں :-

مکمل اور خالص نیکی کا یقین میرے لیے دشوار ہے کیوں کہ میں اپنے آپ کو اچھی طرح سمجھ چکا ہوں۔

حصول کے بعد :-

دیوتاؤں نے انسان کو ایسی عظیم اور شاندار صفات سے نوازا ہے جن کے بل پر وہ ہر چیز پہ فتح پا سکتا ہے، پر اس کے ساتھ ہی اس کے اندر ایک تلخ تر صفت بھی رکھ دی ہے جس کے تحت وہ ہر اس شے سے جو فتح کی جا سکے، بعد میں نفرت بھی کرنے لگتا ہے۔

پرائے گاؤں کی اذان پہ چل ساتھ کہنے کی مو کو کیا پڑی :-

عبادت کے دوران میں، جب سب سسکیاں بھرنے لگے تھے، وہ کسان بالکل بے پروا، غیر متاثر سا بیٹھا رہا تھا۔ جب سرزنش کے طور پہ بعد میں لوگوں نے اس سے سرد مہری کا سبب پوچھا، تو وہ کہنے لگا، بھئی میں اس قصبہ کا نہیں ہوں!

سب چیزیں کیسے ملیں :-

مسلسل مسرور رہنا ناممکن ہے، کیوں کہ بالآخر اکتاہٹ ہونے لگتی ہے۔ پر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ شاید اس لیے کہ ہر شخص ہر شے کا لطف تو اٹھا ہی نہیں سکتا، اور دل یہ سوچ کے افسردہ ہو جاتا ہے کہ کتنی ڈھیر سی خوشیاں ہیں جو کبھی ہمارا مقدر رہی نہیں ہیں، چاہے ہم کچھ بھی کریں —— اور ان کے مقابلے میں ہمارے حصے میں کتنی کم خوشیاں آ سکی ہیں۔

کم نصیبی :-

انتہائی خوبصورت عورتیں ہمیں دوسرے دن اتنا متحیر نہیں کر پاتیں۔ یہ کیسی کم نصیبی کی بات ہے!

کتنے ہیں جو 'ہاں' کہہ سکیں :-

کیا تمھیں اپنے افکار و نظریات سے عشق ہے؟ جذبہ کی پوری شدت کے ساتھ؟ خون میں گردش

کرتا ہوا ؟، رگوں میں دوڑنے پھرنے سے آگے بڑھ کے آنکھ سے لہو ٹپک پڑنے کی حد تک ؟ کیا کوئی خیال تمھیں راتوں کو جگا کے بٹھال دیتا ہے ؟ اور کبھی محسوس کرتے ہو کہ تم اس کی خاطر اپنی زندگی کو بھی تج دو گے؟ کتنے مفکر ہیں جو اس بات کا جواب اثبات میں دے سکیں گے !

بیماری سے توانائی :۔

بیماری صلیب کی مثال ہے مگر شاید تحفظ کا چور دروازہ بھی۔ بہترین بات یہ ہے کہ اس سے اس کی قوت لے لی جائے اور کمزوری چھوڑ دی جائے۔

قلم اور خود اعتمادی :۔

لکھنا خود اعتمادی پیدا کرتا ہے، یہ کہ تمھارے پاس کہنے کو کچھ ہے، اور یہ کہ کچھ کہا جا سکتا ہے۔ یہ خود اعتمادی کہ جو کچھ تم محسوس کرتے ہو اور جو کچھ تم واقعتاً ہو اس کی اہمیت ہے کہ وہ مثال بن سکے، یہ خود اعتمادی کہ کوئی دوسرا تمھاری جگہ نہیں لے سکتا، اور یہ کہ تم میں پوری توانائی ہے!

فلسفی نہیں فلسفے کے استاد :۔

قدیم زمانے میں فلسفی پڑھنے سے کہیں زیادہ سوچتے تھے۔ چھاپہ نے آ کے دنیا ہی بدل دی۔ اب لوگ سوچنے سے کہیں زیادہ پڑھتے ہیں۔ اب ہمیں فلسفی نہیں ملتے محض شرحیں، حواشی اور تعلیقات ملتی ہیں۔ گلیسن کے بقول فلسفیوں کا عہد تو گزر گیا، اب تو محض فلسفہ کے پروفیسروں کا دور ہے جو پیشرو فلسفیوں کی تفہیم و تشریح کرتے رہتے ہیں۔

خدا اور خدا :۔

کتاب تخلیق (۳/۲۲) کی عجیب و غریب عبارت: "اور خداوند خدا نے کہا، دیکھو! آدمی نیکی اور بدی کو پہچاننے میں گویا ہم میں سے ایک ہو گیا ہے اور اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ اور آگے بڑھالے اور زندگی کا درخت بھی لے لے، جسے کھا کے پھر ہمیشگی کے لیے زندہ رہ جائے۔"

انسانی دل :۔

انسان کا دل دو موقعوں پر دیکھنے کو ملتا ہے: مصیبت اور تکلیف میں اور سفر میں!

زوال :۔

زوال ٹھہر جانے میں ہے!

کلاسیکیت :۔

کلاسیکیت کا مطلب ہے جذبات پر قابو ہونا، ضبط و نظم۔ ان پچھلی عظیم صدیوں میں جذبات انفرادی

ہوا کرتے تھے، جو آج اجتماعی ہو گئے ہیں۔ اجتماعی جذبات پر بھی اسی طرح ہمیں قابو پانا ہے، ان کی تشکیل و تہذیب کرنی ہے۔ لیکن خاص اس وقت جب ہم ان سے دوچار ہوتے ہیں تو وہ ہمیں نگل لیتے ہیں (یہی سبب ہے کہ ہمارے زمانے کی اکثر تخلیقات بیانیہ رپورٹیں ہیں، نہ کہ فن پارے!)

جذبہ کی موت :-

اگر جذبات نہ ہوتے تو نیکی اور بھلائی کا وجود بھی نہ ہوتا اور پھر بھی ہماری صدی کم نصیبی کے اس نقطہ پہ پہنچ گئی ہے جہاں نہ اس کے پاس جذبہ ہے نہ نیکی۔ اچھائی برائی دونوں اس سے سرزد ہوتی ہیں لیکن اس طرح جیسے کسی چیز میں کوئی جان ہی نہ ہو۔

چھوٹا دل بڑی بات :-

جب کسی کے پاس بلند خیالات ہوں مگر دل چھوٹا ہو، تو ایسا شخص بڑے الفاظ کہتا ہے مگر چھوٹے پن کاموں کا مرتکب ہوتا ہے۔

زندگی کے حق کے بعد دیہات کی تنہائی :-

میں نے لوگوں کا حق ادا کر دیا ہے، میرا مطلب ہے ان کے ساتھ گھل مل کے، بالکل ان جیسی خواہشیں کر کے؛ ایک کے بعد دوسرے شخص کے پیچھے بھاگتا پھرا ہوں؛ اور جو کچھ کیا جا سکتا تھا کیا ہے۔ مگر بس اب کافی ہو چکا ہے۔ مجھے ابھی دیہاتی زندگی کا حساب بھی بے باق کرنا ہے؛ دیہات کے ساتھ میں تنہائی چاہتا ہوں۔

تیس سال کی عمر میں :-

تیس سال پہ پہنچ کے آدمی کو اپنے اوپر عبور ہونا چاہیے: صحیح اعداد و شمار کے ساتھ اپنی خوبیوں اور خامیوں کا شعور، اور یہ بھی کہ وہ کتنی دور تک جا سکتا ہے، کس حد تک اپنی ناکامیوں کی پیش گوئی کر سکتا ہے ـــــ مختصراً: وہ ہونا چاہیے جو کچھ کہ وہ ہے۔ اور سب سے بڑھ کے یہ کہ ان سب چیزوں کا قبول اعتراف ہونا چاہیے، یہ کلی بننے کی طرف راست اقدام ہے: سب کچھ کر لینا اور کسی بھی چیز کو چھوڑ سکنا۔ ہاں روزانہ کی زندگی کے لیے اپنی ایک نقاب رکھنی ہی ہو گی۔

کوئی چیز ناگزیر نہیں :-

بہت سی چیزوں کے بارے میں میں یہ سمجھ چکا ہوں کہ انھیں چھوڑا جا سکتا ہے (شاید ہر چیز کو ہی!) اب صرف یہ مسلسل، روز کی، بے نہایت، بے حصول جد و جہد بچتی ہے: جد و جہد، جو پوشیدہ طور سے جاری رکھنی ہے جس میں نہ کوئی توقع شامل ہے نہ کوئی تلخی!

نہ منکر نہ ملول :- آئندہ سے کسی بھی چیز کا منکر ہونا نہیں ہے، کہ ہر چیز اپنے وجود کو منوا سکتی ہے ـــ

اور نہ عام تماشئی سے اپنی الگ تھلگ نوعیت پر کسی اذیت کا احساس کرتا ہے!

خوشا آں راہی کہ سامانے نگیرد :-

بادشاہ: مالک! جب جہاز ساحل کو آخری بار چھوڑے گا، پھر کبھی واپس نہ آنے کے لیے، اس وقت جہاز کے اندر تو ایک ایسا مسافر بھی دیکھے گا جس کے پاس کوئی بھی سامان نہ ہوگا! قریب قریب بالکل عریاں!! سمندر کے بیٹوں کی مانند!!!

جرم اور ذہانت :-

کوئی بڑے سے بڑا جرم ایسا نہیں جو ایک ذہین شخص کے بس کا نہ ہو۔ ژرید کا خیال ہے کہ بڑے دماغ اکثر جرم کی طرف اس لیے مائل نہیں ہوتے کہ اس سے وہ اپنے آپ کو محدود کر لیں گے۔

نئے مریض :-

صدیوں پہلے ہسٹیریا کے مریض قید خانے میں ڈال دیے جاتے تھے، کچھ دنوں میں مجرموں کو ہسپتال بھیجا جایا کرے گا۔

قوت و توانائی کے سرچشمے :-

"ہر وہ شے جو مجھے یکسر ہلاک نہیں کر ڈالتی، کچھ نہ کچھ قوت و توانائی ہی دے جاتی ہے"! یہ ٹھیک ہے، مگر ......

مسرت کی خاطر :-

مسرت کے بارے میں سوچنا بھی کس قدر مشکل ہے۔ یہ اتنی بہت سی چیزوں کے بے اندازہ بار و عن کا بوجھ ہمیں پیسے ڈالتا ہے! کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ مکمل خاموشی اختیار کر لی جائے تاکہ آخر میں پھر جو کچھ باقی بچتا ہے اس سے نبٹ لیا جائے!

دوسروں کی مدد :-

کسی کی سب سے اچھی مدد یہ ہے کہ اس کے سامنے اس کی خوشگوار تصویر پیش کی جائے، اس کے اچھے پہلو! نہ یہ کہ اس کے عیوب و قصور اس کے منہ پر مارتے چلے جائیں۔

تاویلیں :-

کم ہمتی کے پیچھے ہمیشہ کوئی فلسفہ ہوتا ہے!

ماضی کو ہٹانے کے راستہ بنالو :-

رکاوٹیں مستقبل نہیں ہمارا ماضی ڈالتا ہے: پیشہ، شادی، نظریات و خیالات ....

پُراخلاق یا پُرخلوص:-

زید کا خیال ہے کہ پُراخلاق اور پُرخلوص میں فرق ہے۔

جنوں کا املا:-

حسن صرف ان چیزوں میں ہے جنھیں جنوں بذاتِ خود املا کراتا ہے اور عقل لکھتی ہے!

سائنس کی بے چارگی:-

سائنس بتاتی ہے کہ کیا کچھ ہو رہا ہے؛ یہ نہیں کہ کیا ہے: کہ مثلاً پھولوں کی اتنی بہت سی قسمیں کیوں ہیں، محض ایک کیوں نہیں؟

مفکر ہونے کا ثبوت:-

اگر کوئی مفکر اچھی خاصی تعداد میں کتابیں لکھنے کے بعد، نئی کتاب میں یہ اعلان کرے کہ: اب تک میری راہ غلط تھی، اب میں اپنی فکر کی عمارت ازسرِنو تعمیر کر رہا ہوں، اور یہ کہ اب تک جو کچھ میں نے کہا ہے وہ صحیح نہیں ہے —— تو کوئی بھی ایسے شخص کے بارے میں اچھا خیال قائم نہیں کرے گا، اور نہ آئندہ اس کی کسی بات کو توجہ سے سُنے گا، حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ موقع ہے جب اس نے اپنے مفکر ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔

عورتیں:-

محبت کے سوا، عورتیں اچھی خاصی بور ہوتی ہیں۔

خدا کا دشمن:-

ڈاکٹر، خدا کا دشمن؛ موت سے پنجہ کش!

انصاف یا آزادی؟:-

آزادی کے طلبگار کتنے ہوں گے؛ اکثریت تو انصاف چاہتی ہے اور بسا اوقات انصاف اور آزادی کو گڈمڈ کر دیتی ہے۔ مگر کیا ابدی انصاف اور ابدی مسرت میں واقعی کوئی رشتہ ہے! کیا وہ ایک ہی شے کے دو بیان ہیں؟ ... یا تو آزادی کو انصاف پر قربان کرنا ہوگا یا انصاف کو آزادی پر! ایک فن کار کے لیے یہی چیز دوسرے رخ سے یوں آتی ہے کہ اُسے فن کو اہمیت دینی ہے یا انسانی مسرت کو۔

بد تہذیبی:-

ذرا اس شخص کا تصور کرو جو خودکشی کا فیصلہ کر کے ایک تاریخ اس کے لیے متعین کر دیتا ہے مثلاً ایک سال۔ اس ایک سال کے وقفہ میں اس کے اندر کیسی بے پناہ بدتہذیبی آ جائے گی، اس احساس کے پیشِ نظر کہ موت

کی تو اسے پرواہی نہیں ہے۔ (اس نظم پر کیسا اچھا ناول ہو سکتا ہے!)

ہائے بیوقوف:۔

قربانی کا یہ احمقانہ پہلو بھی کیسا عجیب ہے کہ ایک شخص کسی ایسی چیز کے لیے اپنے کو قربان کر دیتا ہے جسے وہ پھر کبھی نہیں دیکھ سکے گا!

تلخی سے نجات:۔

مجھے دس سال لگے اس چیز کو پانے میں، جو میرے لیے انمول ہیں: ہر تلخی سے پاک دل۔ اور جیسا کہ اکثر ہوتا ہے، جب میں تلخی کی سرحدوں سے گزر گیا تو میں نے اسے ایک یا دو کتابوں کے صفحات میں بند کر دیا اور، رائے بنانے والے، میرے بارے میں اب اس تلخی کی بنا پر رائیں بنائیں گے جو میرے لیے بے معنی ہو چکی ہے۔ ہے، ٹھیک ہی تو ہے؛ یہ قیمت تو ادا ہی کرنی ہوگی۔

انسان عظیم ہے، خدایا! جس نے ترا آسماں بنایا:۔

خالق وہ ہے کہ ہم، جنھوں نے اسے تخلیق کیا ہے!

مرنے کی سکت:۔

انسان کے نصیب میں آزادی نہیں ہے، تا آں کہ وہ اپنے موت کے خوف پہ قابو نہ پالے۔ مگر یہ مثلاً خودکشی کر کے نہیں، قابو پانے کے لیے ہمیں ہار نہیں مان لینی چاہیے، بلکہ کسی قسم کی تلخی محسوس کیے بغیر یہ سمجھتے ہوئے کہ کیا ہو رہا ہے، مرنے کی سکت رکھنا ـــــ یہ ہے موت کے خوف پہ قابو پالینا!

شہرت؛ عامی کا احسان:۔

شہرت: جو عامی آدمی تمھیں بخشتا ہے ـــــ اور جو ان گنت عامیوں کے حصہ میں آئی ہوئی ہوتی ہے۔

کوئی سزا:۔

ہمیں انصاف کے لیے کام کرنا ہے، اس لیے کہ ہم خود ناانصافی کا شکار ہیں؛ مسرت و آسودگی لانے کی کوشش کرنی ہے اس لیے کہ دنیا دکھی ہے۔ بالکل اسی طرح ہمیں کسی کو موت کی سزا نہیں دینی چاہیے اس لیے کہ موت کی سزا تو ہمیں خود ملی ہوئی ہے!

انسانی حدود:۔

جس دن ہم انسانی حدود کے بارے میں کچھ بات کر سکیں، اس وقت خدا کا مسئلہ سامنے آئے گا، مگر اس سے پہلے نہیں، اس وقت تک ہرگز نہیں جب تک ہم انسان کے اندر پوشیدہ سارے امکانات کو ان کے آخری سرے تک نہ ڈھونڈ سکیں!

بچھڑنا:-

یہاں اصل اور بنیادی سچ علیحدگی ہے، بچھڑ جانا! اور جو کچھ ہے، سب محض اتفاق وقت ہوتا ہے۔ اکثر لوگ بچھڑ کے دوبارہ مل بھی جاتے ہیں، یہ ٹھیک ہے! پر، کچھ اتفاقات ایسے بھی تو ہو سکتے ہیں جو ایک عمر چلتے رہتے ہیں۔

دنیا یا انسان:-

ذہانت اس میں ہے کہ یہ سمجھ میں آجائے کہ یہ دنیا سمجھ میں آنے والی چیز نہیں ہے ـــــ اور پھر ساری صلاحیتیں انسان کو سمجھنے پر مرکوز کر دی جائیں۔

وہ لمحہ:-

کیا انسان اس لمحہ کا انتخاب کر سکتا ہے جب وہ سچ کے لیے فنا ہو سکے؟

کتنا کڑا لمحہ!

ایک وقت آتا ہے جب ہم سے جوانی بچھڑ جاتی ہے؛ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب ہم اپنے لوگوں کو کھو بیٹھتے ہیں۔ اور اسے قبول کرنے کی ہم میں سکت ہونی چاہیے۔ پر کتنا کڑا لمحہ ہوتا ہے یہ!

مایوسی پر غلبہ:-

انسان کے اندر جو بات عجیب ہے وہ یہ نہیں کہ وہ مایوسی کا شکار ہوتا ہے، بلکہ یہ کہ وہ اس مایوسی پر غالب بھی آجاتا ہے، اسے بھول بھی جاتا ہے۔ مایوسی والا ادب کبھی آفاقی ادب نہیں بن سکتا۔ آفاقی ادب مایوسی پر ٹھہر ہی نہیں سکتا (نہ شاید نشاط و کامرانی پر)، وہ تو بس اسے چھوتا چلا جاتا ہے ـــــ اور ادب یا تو آفاقی ہوتا ہے یا پھر اس کا کوئی وجود ہی نہیں۔

فن کار اور فلسفی:-

میں ایک فن کار کیوں ہوں، ایک فلسفی کیوں نہیں؟ کیوں کہ میں الفاظ میں سوچتا ہوں افکار میں نہیں!

شعرا قانون ساز:-

شیلی نے کہا ہے، شعرا دنیا کے نامشکور قانون ساز ہوتے ہیں۔

اکیلا:-

میری طرح کے لوگ، ایسا لگتا ہے، جیسے اکیلے مر رہے ہوں؛ یہی میری تقدیر بھی ہے۔ لیکن مرنے سے پہلے میں وہ کچھ کر چکا ہوں گا جو کچھ مجھے انسان کی اس تنہائی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کے لیے کرنا چاہیے۔

انسان کی تشکیل نو:-

دنیا کی تشکیلِ نو فضولِ محض بات ہے؛ دنیا کی نہیں تشکیل نو تو ہمیں انسان کی کرنی ہے!

انسان عظیم ہے خدا یا :-
خدا نے اپنے آپ کو تخلیق نہیں کیا ؛ وہ انسانی غرور کی مخلوق ہے۔

سمجھ لینا :-
سمجھ لینے کا مطلب ہے تخلیق کرنا !

ذمّہ داری :-
ایک ملزم جس نے خاموشی کو اپنے لیے پسند کر لیا تھا۔ جج نے اس سے کہا، تمہیں اپنے بچاؤ کے لیے کچھ کہنا ہے ؟ اس نے جواب دیا : کچھ نہیں "کیوں ایسا کرتے ہو ؟ تمہیں کچھ تو کہنا ہی چاہیے " " نہیں، میں کچھ نہیں کہوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے عمل کی پوری پوری ذمہ داری تم خود اوڑھو "

لمحہ کا خوف :-
میں اپنے آپ کو ہمیشہ تیار اور آمادہ رکھتا ہوں۔ پر، دن رات میں کوئی ایک لمحہ ایسا ضرور ہوتا ہے جب انسان بزدل ہو جاتا ہے۔ بس اس لمحہ سے ہراساں ہوں۔

آخری سرا :-
اس نے سائنائڈ استعمال نہیں کیا کیوں کہ وہ دیکھنا چاہتا تھا کیا وہ بالکل آخری سرے تک جا سکتا ہے ؟

غلطی کا کوئی وجود نہیں :-
اسے غلطی سے ہسپتال بھیج دیا گیا تھا ؛ اور وہ کہتا رہا تم لوگ غلطی کر رہے ہو۔ غلطی کیسی ؟ بے وقوف مت بنو، غلطی کا اس دنیا میں کوئی وجود ہی نہیں ہے !

ڈاکٹر اور خدا :-
علم الادیان اور علم الابدان، مذہب اور ڈاکٹری، دونوں کا بڑا قریبی ساتھ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن کیا واقعی ان میں ہم آہنگی کی کوئی صورت ہے ؟ ہمیں اضافی اور ابدی میں انتخاب کرنا ہی ہوگا : اگر میرا خدا پر ایمان ہے تو مجھے لوگوں کا علاج نہیں کرنا چاہیے ؛ اور اگر میرا خیال ہے کہ علاج سے لوگ شفایاب ہو سکتے ہیں تو پھر خدا پر ایمان کا سوال نہیں اٹھتا۔

جراتِ عمل :-
فرض یہ ہے کہ وہ کام ضرور کیا جائے جسے ہم جان لیں کہ وہ صحیح ہے، اچھا ہے اور قابلِ ترجیح ہے۔ مگر کیا یہ آسان بات ہے ؟ قطعاً نہیں ! اس لیے کہ جب ہم کسی چیز کے بارے میں یہ جانتے بھی ہوں، کہ یہ بدرجہ اولیٰ بہتر ہے تو بھی اسے انجام دینا دشوار گزار ہوتا ہے۔

فن :- فن اس فاصلہ کی دوری کا نام ہے جو وقت ہر دکھ کو بخش دیتا ہے!

ترقی معکوس :-
گونبو کے بقول ہم لنگور سے ترقی پا کے یہاں تک نہیں آئے، البتہ انتہائی تند رفتاری سے ہم اس کی طرف لوٹ رہے ہیں!

آزادی یا ارادہ :-
روسی زبان کا ایک عجیب و غریب لفظ "وَاکلا" جس کے معنی ارادہ کے ہیں اور آزادی کے بھی!

جرأت :-
جرأت و ہمت محض سکینڈ لفٹننٹ کے درجہ کی صفات ہیں۔

گدھے کی شکایت :-
سقراط کو ٹھوکر مارنے پر: اگر کوئی گدھا میرے لات مار دیتا تو کیا میں اس سے شکایت کرنے بیٹھتا۔

افراد نہ کہ پارٹی :-
میں کسی سیاسی پارٹی کی نمائندگی کیسے کر سکتا ہوں۔ میں تو صرف افراد کا نمائندہ بن سکتا ہوں جو سیاست کی مشینری کے خلاف ہیں ——— کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ میں کس چیز کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔

انصاف کہیں نہیں :-
انصاف کہیں نہیں، صرف حدیں آجاتی ہیں!

جدیدیت!
معاصر ادبیات: مطمئن کرنے کے بجائے شاک دینا ان کے لیے اہل تر ہے!

اماں :-
زندگی کے غمناک لمحوں میں مجھے صرف ایک بار اس کی مسکراہٹ نصیب ہو جاتی، میری ماں کی مسکراہٹ چاہے وہ ایک ہی لمحہ کیوں نہ ہوتی ——— پھر اس دل میں کوئی درد نہ اٹھتا!

مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ :-
میں اس دنیا سے کنارہ کشی کر رہا ہوں، اس لیے نہیں کہ اس میں میرے دشمن ہیں بلکہ اس لیے کہ میرے دوست ہیں جو سمجھتے ہیں کہ میں اس سے کہیں زیادہ بہتر و برتر ہوں جتنا کہ میں سچ مچ ہوں ——— اور یہ ایک جھوٹ ہے جو میں برداشت نہیں کر سکتا!

خاموشی سے محبت :-
سکون، امن و آسودگی اور اطمینان، خاموشی سے محبت میں ہے لیکن پھر ہماری خود آگاہی، اور پھر ایک

دوسرا وجود بھی، نتیجہ میں ہمیں بولنا ہی پڑتا ہے، محبت دوزخ بن جاتی ہے۔

روح کا کرب :-

میری روح تو ایک آگ ہے جو اگر شعلہ بن کر جل نہ اُٹھے تو کرب سے چیخ پڑے۔

سائنس اور انسان دوستی :-

سائنس۔ نہیں، بلکہ نام نہاد جدید سائنسی اسپرٹ ـــــ اور انسان دوستی کی تحریک کے مابین مخالفت: کیوں کہ جبریت اور تشدد انسان کی نفی کرتے ہیں۔ اگر انصاف کو انسانی دل سے دھویا نہیں جا سکتا تو اس کی اس دنیا میں ایک حقیقت ہے۔ پھر سائنس غلطی پہ ہوئی نا! گرین کے بقول ایک مسرور زندگی مزاج انسانی سے آخری مایوسی اور موت ساتھ ساتھ آتے تھے اور اب یہ وقت آ گیا ہے کہ جب لوگ بڑے ہونے سے پہلے ہی بہت کچھ جان لیتے ہیں!

محبت کی امید :-

اس نے اپنے آپ کو جھیل پر ڈال دیا اور بازوؤں میں کھینچ لیا اس طور پر جس میں سکون تھا! اور محبت نہ تھی بلکہ محبت کی امید!

شریف و عظیم :- "دنیا میں حسن سے زیادہ الہامی، عظیم اور شریف کوئی چیز نہیں"

بابا :- "نیچر محض تخیل ہے جو چیز حقیقت ہے وہ روح ہے"

صرف ایک دائرہ :-

اگر ہر چیز انسان اور تاریخ کے دائرہ میں بند ہے تو میں سوچتا ہوں پھر نیچر، موسیقی، محبت اور فن کاری کے لیے کہاں جگہ بچتی ہے!

موت اور خدا :-

میں تمہیں خدا کو ماننے پہ مجبور نہیں کر سکتا، خدا کو تسلیم کر لینے کا مطلب ہے موت کو مان لینا۔ جب تم نے موت کو مان لیا تو خدا کا مسئلہ خود بخود حل ہو گیا لیکن خدا کو مان کے موت کو حل کر لینا یہ بات نہیں۔

محبوبہ :-

بودلیر: میری کتابیں اسی شرم و حیا کے ساتھ مجھے انسپریشن بخشتی ہیں جیسے میری محبوبائیں!

آئینہ خانے میں :-

بودلیر کہتا ہے: "آئینہ کے سامنے جیو اور آئینہ کے سامنے مرو" مرنے والی بات کو اس کے حق کے مطابق سمجھا نہیں گیا۔ جیتا تو ہر ایک ہی آئینہ خانے میں ہے، مشکل جو بات ہے وہ اپنی موت کا مالک بننا

ہے: [رام پور کے ایک گاؤں نرکھیڑہ کے زمیندار دولہ خاں بستر مرگ پر، مرنے سے چند گھنٹے پیشتر، نواب رام پور کی عیادت کے لیے آمد کی خبر سن کر، اپنے تیمار دار سے: ذرا مجھے آئینہ اٹھا دو، یہ مونچھیں ٹھیک کرلوں، ورنہ نواب سمجھے گا پٹھان موت سے ڈر گیا]

نیکی یا حماقت :۔

ساری بڑی نیکیوں اور بھلائیوں میں ایک پہلو حماقت کا بھی ہوتا ہے!

یہ بھی کرنا پڑتا ہے :۔

اگر ہم جھوٹے، بے بنیاد اور غلط خیالوں کو اپنا رہنما نہ بنائیں تو اس دنیا میں رہ چکے!

سمونا اور بھول جانا :۔

یہ میری عمر رواں کے ساتھ دوڑتے ہوئے چشموں کی صدائیں، جو میرے گرد سورج کی روشنی میں چمکتی سبز پوش وادیوں میں بہتے بہتے میرے قریب آجاتی ہیں۔ جلد ہی ان کی آواز میرے اندر سمو جائے گی۔ یہ رواں دواں چشمہ میرے دل کے اندر، اور اس کے دھارے کا شور میرے سارے خیالات کا ساتھی بن جائے گا اسی کو بھول جانا کہتے ہیں۔

انسان اور انسان :۔

فلابیر:۔ "ایک انسان کسی دوسرے اپنی ہی جیسے انسان کے بارے میں فیصلہ کرنے اور حکم لگانے بیٹھے یہ منظر مجھے ہنساتے ہنساتے مار ڈالے، اگر اس سے پہلے ہی اس کے لیے رحم کے جذبات بے طرح نہ امنڈ آئیں"۔

نتیجہ اور خاتمہ کوئی چیز نہیں :۔

اور ــــ "حماقت نتیجہ نکالنے یا خاتمہ پر پہنچنے کی کوشش کا نام ہے"

نیپولین :۔

مسرت میری صلاحیتوں کے بھرپور اظہار اور نشو و نما میں پوشیدہ ہے"۔ اور ــــ "زندہ ہو تو ایک زلہ با بھی ایک مردہ شہنشاہ سے بہتر ہے"

حوادث سے بالا :۔

جو صحیح معنی میں بڑا ہے وہ اپنے کو ان حوادث سے بلند و بالا رکھے گا جنھیں اس نے خود تخلیق کیا ہے یا جن کا وہ باعث ہوا ہے!

لہو، سرورستی اور محبت :۔

یانک! میں تم سے پوچھتی ہوں، کیا تم اپنی تنہائی میں اسی نرمی اور لوچ اور اسی اپنائیت کے ساتھ

اپنے دل میں میرے لئے محبت کا جذبہ پالتے ہو؟

ڈورا! میں اپنی زندگی کی ساری سانسوں کو جمع کر کے کہتا ہوں کہ "ہاں"

کہو، عزیز ترین! ضرور کہو، اگر تم ایسا ہی سوچتے ہو اور اگر یہ سچ ہے! اسے عظیم تنظیم کے سامنے کہو، انصاف کے روبرو کہو، دنیا کی المناکیوں کے سامنے کہو، زنجیر میں ہنستے ہوئے لوگوں کے سامنے کہو! میں تم سے التجا کرتی ہوں، اسے ایک بار پھر، مرتے ہوئے بچوں کے سامنے کہو، بے کنار قید خانوں کے سامنے کہو، پھانسی پہ لٹکتے مظلوموں کے روبرو کہو! ضرور کہو!!

یانک پیلا پڑ جاتا ہے۔ ڈورا زور سے ہنستی ہے جیسے چیخ پڑی ہو: میں تمہارے ساتھ ناانصافی کر رہی ہوں یانک! ہم اس دنیا کے ہیں ہی نہیں —— ہمارا حصہ تو لہو اور ٹھنڈی رہتی ہے!

خاموشی سے سرک جانا:۔

زندگی میں ایک بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ کس طرح لوگوں کے درمیان سے چپکے سے اٹھ جایا جائے!

بالکل آزاد:۔

جدید انسان نہ اس میں یقین رکھتا ہے کہ کوئی خدا ہے جس کے احکام بجالانا چاہئیں (اسلامی، مسیحی، عبرانی) نہ یہ کہ سماج ہے جس کے بندھنوں کی عزت کرنی چاہیے (ہندو مت، جین مت) اور نہ اس میں کہ نیچر کی پیروی کرنی چاہیے (یونانی رومی)!

نیکی کی معذرت:۔

اس صدی کا المیہ: ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا برے افعال کے لیے تاویل تلاش کرنی ہوتی تھی، آج یہی اچھے کاموں کے لیے کرنا پڑتا ہے۔

غلط راستے، بے معنی:۔

وہ کہتا ہے اُسے ٹھیک سے پڑھا نہیں گیا سمجھا نہیں گیا۔ پہلے میں بھی یہی کہتا، لیکن اب میں جان گیا ہوں کہ دنیا میں غلط سمجھنے کا وجود ہی نہیں۔

مسرت:۔

پو کے نزدیک مسرت کی چار شرطیں: کھلی ہوا کی زندگی، کسی سے محبت، تمام خواہشات سے آزادی اور تخلیق!

حسن کی برداشت:۔

کھڑکی بند کر دو، اتنا حسن میری برداشت سے باہر ہے!

کوئی کام ناممکن نہیں:۔

ہم میں سے ہر ایک کا اپنا اپنا حلقۂ اثر ہے، دس بیس تیس آدمی۔ ہم دس آدمیوں کو یہ بات سمجھا سکتے ہیں جن میں سے ہر ایک مزید دس دس آدمیوں تک یہی بات پہنچا سکتا ہے۔

موت میں احترام:۔

گرین: موت سے ایسا بھی خوف کیا! اس سے تو اسے اچھا خاصا احترام مل جائے گا۔

کمزوری کا ایک لمحہ:۔

کمزوری کا ایک لمحہ سب کچھ چھین لیتا ہے! عمل، نظریہ، سب کچھ!

سرحد امکان:۔

پنڈار: غیر فانی بننے کی طلب مت کر میری روح! بس، 'ممکن' کی حدوں کو عبور کرنے کی فکر کر۔

آزادی کہاں ہے:۔

آزاد لوگ یونان میں پائے جاتے تھے ـــــ اس لیے کہ وہاں غلام موجود تھے!

تاریخ یا حاضر و موجود:۔

آخر یہ کیا ضرور ہے کہ میں لکھوں یا تخلیق کروں، محبت کروں یا تکلیف سہوں؟ زندگی کا وہ حصہ جواب کھو گیا ہے، بنیادی طور سے، اہم ترین حصہ تو نہیں ہے، ہر شے محض فضول ہو کے رہ جاتی ہے!

وقت کا جلدی گزرنا:۔

وقت جلدی گزرتا معلوم ہوتا ہو تو اس کا سبب یہ ہے کہ کوئی سنگ میل ہی نہیں۔

موت کی سزا:۔

کسی کو موت کی سزا دینے کا مطلب ہے تم نے اس کے لیے تکمیل کا موقع بالکل ختم کر دیا!

افسردگی کی ضرورت:۔

افسردہ ہونے کے لیے کچھ نہ کچھ معقول قسم کے اسباب پیدا کیے بنا ہم جی کیسے سکتے ہیں!

بن کہی:۔

جو کچھ ہم جانتے ہیں اس کا ایک چوتھائی بھی نہیں کہتے؛ اگر کہہ ڈالتے تو ہر چیز دھڑام سے نیچے آن گرتی!

قربانی کا دردناک پہلو:۔

تنہا قربانی کا کوئی وجود نہیں؛ ہر انفرادی قربانی کے پیچھے کتنے ہی دوسرے چہرے ابھرتے ہیں جن میں ان کی ذرا سی رائے بھی لیے بغیر، قربان ہونے والا فرد اپنے ساتھ ساتھ بھینٹ چڑھا دیتا ہے!

بازی اور بہادری:۔

یہ موت ہے جو بازی اور بہادری دونوں کو ان کے سچے معنی عطا کرتی ہے!

انصاف:۔ انصاف پراسرار ضرور ہے نا پید قطعی نہیں!

زندگی اور موت، دونوں:۔

حسن جو جینے کا سہارا بنتا ہے مرنے میں بھی مدد دیتا ہے!

انسانی تکلیفوں پر!۔

ہزاروں سال سے دنیا نشاۃ ثانیہ کی ان اطالوی تصویروں کی طرح رہی ہے جن میں سر دفلیگ اسٹون پر کچھ لوگوں کو اذیت دی جاتی ہوتی تھی، اور کچھ دوسرے افراد مکمل ناوابستگی کے انداز میں آنکھیں دیکھتے ہوئے گزرتے چلے جاتے تھے ـــــ تماشے میں عدم دلچسپی کا اظہار کرنے والوں کی تعداد دلچسپی لینے والوں سے زیادہ تھی۔ تاریخ میں جو بات دلچسپ ہے وہ یہ کہ انسانوں کی بدنصیبی میں دلچسپی لینے والوں کی تعداد عدم دلچسپی لینے والوں سے زیادہ رہی ہے ـــــ اور آج تو ہر ایک اپنا ہی رخ دکھانا پسند کرتا ہے!

طے شدہ:۔

جوانی کے سال اس لیے اتنے لمبے ہوتے ہیں کہ وہ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ بڑھاپے کے سال ایسے مختصر اس لیے ہوتے ہیں کہ ہر مرحلہ پہلے سے طے شدہ، نشان زدہ ہوتا ہے۔ مثلاً کبھی اس بات کو نوٹ کرو کہ گھڑی کی سوئی پر پانچ منٹ تک نظر جمائے رکھنا کہ اس کی چال کا اندازہ کر سکو کیسا صبر آزما کام ہو جاتا ہے۔ یہ بات تو جینئس مردوں کے نصیب میں بھی نہیں کہ وہ یہ جان لیں کہ کیسے مرنا چاہیے ـــــ موت سے کیسے آنکھیں چار کریں، عورتیں غریب اسے جانتی ہیں!

کوشش میں عظمت:۔

عظمت بڑے بننے کی کوشش میں پوشیدہ ہے!

محبت، مسرت، شادی:۔

لوگ محبت کو شادی سے اور محبت کو مسرت سے جوڑنے پر اصرار کرتے ہیں جبکہ ان میں کوئی قدر مشترک ہے ہی نہیں۔ اور اسی لیے شادیاں بالعموم کامیاب ثابت ہوتی ہیں کیونکہ شادیوں میں محبت کم ہی شامل رہتی ہے! بالعموم اس کا نشان ہی نہیں ہوتا!

کوئی مجرم نہیں ہو سکتا:۔

ٹالسٹائی کی آخری ادھوری تصنیف میں لکھا تھا: اس دنیا میں کوئی مجرم نہیں ہے!

حادثہ سے پہلے نہ کہ بعد:۔
ہم سب اپنی تقدیر میں دلچسپی رکھتے ہیں لیکن یہ قبل از ـــــ، نہ کہ بعد از ـــــ!

عظیم:۔
جتنا عظیم شخص ہوگا اتنا ہی سچا اس کا فلسفہ ہوگا!

رحم کا بُرا پہلو:۔
کیرکیگارڈ کے نزدیک ہماری ساری تکلیفوں کی بنیاد شفقت و رحمت کا جذبہ ہے!

یکسو وابستگی:۔
اپنے آپ کو مکمل طور سے یکسو وابستہ کردو، اور پھر 'ہاں' اور 'نہیں' دونوں کو قبول کرنے میں یکساں مضبوطی دکھاؤ!

دوسرے کو سمجھنا:۔
کبھی عمر میں وہ سوچا کرتا تھا محبت اور مفاہمت میں کچھ تعلق ضرور ہے لیکن عمر کے ساتھ اُسے پتا چلا کہ انسان کا مقدر ہی نہیں ہے کہ ایک کسی دوسرے کو سمجھ سکے۔ محبت کو، سمجھنے کی خواہش البتہ کہہ دیجیے جس میں مستقل ناکامی کے بعد یہ خواہش آپ اپنی موت مرجاتی ہے۔ اور پھر شاید محبت بھی مرجاتی ہے!

غلطی میں مسرت:۔
غلطیوں میں مسرت ہے ـــــ اور سچ تو جہنم ہے!

۳۵ سال کی عمر میں!
۳۵ سال کی عمر میں اس نے کہا تھا میں نابودگی پہ راضی ہو چکا ہوں۔

کھچڑی تحریر:۔
جب سب کچھ مکمل ہو لے تو: ایک مکمل 'کھچڑی' قسم کی چیز لکھو، ہر وہ چیز جو ذہن میں آتی چلی جائے لکھتے چلے جاؤ!! لکھتے چلے جاؤ!!

انتخاب کی مشکل:۔
غریب اور آزاد بہ نسبت اس کے کہ دولتمند اور غلام! قدرتاً آدمی چاہتا ہے کہ دونوں باتیں مل جائیں دولتمندی بھی آزادی بھی؛ اور یہی امر بسا اوقات اُسے غریب اور غلام بنا دیتا ہے!

اس طرح نہیں بلکہ ۔۔۔ :-

دیاکروا کا کہنا ہے کہ جینیئس پن نئے خیالات وافکار میں نہیں ہے بلکہ محض اس خیال میں جو جینیئس کو ہمہ وقت
ٹہو کے دیتا رہتا ہے کہ اب تک جو کچھ کہا جاتا رہا ہے وہ کافی اور وافی انداز پہ نہیں کہا جا سکا ہے !

کام اور وقت :-

کام کرنے سے فن پارے جنم لیتے ہیں —— مگر اتنا ہی تو نہیں ! کام وقت کو ایک قدر ایک قیمت بھی بخشتا ہے۔

کام اور مسرت :-

اس شخص کے اطمینان اور آسودگی کا کیا ٹھکانا جس نے دن بھر کام کیا ہے اور دن کا بہترین استعمال کر لیا ہے
مجھ پر جب یہ لمحات گزرتے ہیں تو بے حد معمولی سی تفریحی باتوں میں بھی مجھے بے اندازہ مسرت کے پہلو مل جاتے ہیں۔ اور
ایسے میں تو، بڑا معمولی سی کوفت کے بیں اپنا وقت بے حد بور لوگوں میں بھی گزار سکتا ہوں۔
ان چیزوں کے پیچھے کبھی مت پڑو جو محض فریب اور چھلاوہ ہیں۔ کام میں دلچسپی لو اور کام کے بعد آنے والے شیریں
لمحات تمہارا انعام ہیں !

بھیانک اور اچانک یا پر سکون موت ! :-

کبھی کبھی میں ایک بھیانک دردناک موت کی آرزو کرنے لگتا ہوں۔ ایسی موت جس میں تم چیخ پڑنے پر معاف
کر دیے جاؤ کہ روح تم سے چیر کے نکالی گئی ہے ! پھر کبھی میں ایک طویل اور مستقل پُر عافیت انجام کے خواب بننے لگتا
ہوں کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ مجھے موت نے غیر متوقع طور پہ آ لیا : "تاکہ میں جان سکوں کہ بالآخر !! یہ، اس زمین پہ تو تمہارا دم
گھٹ جائے گا !

گناہ گار :-

گفتگو گناہ بن جاتی ہے اگر غیر مربوط ہو !

قانون بڑا یا انسان :-

رومی اصول حیات، قانون کی بالادستی کا ہر جگہ دور دورہ ہے۔ مگر ہمیں اس سے قبل کے یونانی اصول، خود مختاری
کی تلاش ہے !

میری زبان، میرا وطن ہے :-

میرا بھی ایک وطن ہے، میری زبان —— فرانسیسی زبان !

بڑا ادب اور بنیادی سچائیاں :-

فاکنر نئی نسل کے ادیبوں کے بارے میں : یہ لوگ اپنے بعد کوئی قابل ستائش چیز نہیں چھوڑیں گے۔ ان کے

پاس کہنے کے لیے کچھ ہے بھی نہیں۔ لکھنے کے لیے سب سے پہلے ہمیں بنیادی سچائیوں کو اپنے اندر رچانا ہوگا اور ان سچائیوں میں سے کسی ایک یا سب کی جانب اپنے کام کا رخ بھی موڑنا ہوگا۔ وہ جو یہ نہیں جانتے فخر و غرور، اعزاز و احترام اور رنج و الم کے بارے میں کیسے بات کرنی چاہیے ـــــ ان کا ادب کوئی بھی اہمیت نہیں رکھتا۔ اور ان کا سارا کام ان کے ساتھ ساتھ یا ان سے بھی کچھ پہلے مرجائے گا۔ گوئٹے اور شیکسپیر، بالزاک اور فلابیر اب بھی ہمارے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں کیوں کہ وہ انسانی دل کو نہیں بھولے تھے!

خوف اور فن:ـ

ادب میں نہلزم کے سبب پر روشنی ڈالتے ہوئے اس نے کہا، اس کا سبب خوف ہے جس دن آدمی نے خوف زدہ ہونا چھوڑ دیا وہ پھر سے شاہکار فن پارے تخلیق کرنے لگے گا، وہ جو باقی رہنے والے ہوں گے۔

دنوں کو نوٹ کرو ورنہ وہ کھو جائیں گے:ـ

یادداشت ہلکی پڑتی جارہی ہے۔ ویلا کروا نے صحیح ہی کہا ہے کہ جن دنوں کو تم نے نوٹ نہیں کیا انھیں ایسا ہی سمجھو گویا وہ کبھی وجود میں ہی نہیں آئے۔

زیادہ قانون:ـ

چینیوں کے بقول جلدی مرجانے والی حکومتیں وہ ہوتی ہیں جن میں قوانین بےگنتی ہوتے ہیں۔

خوش نصیب موت:ـ

غیر معروف مرجانے سے آدمی کتنی نفرتوں سے بچ جاتا ہے۔

مبہم نویس زندہ باد:ـ

مبہم نویس خوش نصیب ہوتے ہیں کہ انھیں شارح ملتے ہیں جب کہ دوسروں کو صرف پڑھنے والے ملتے ہیں۔

مفکر کی ترقی:ـ

اپنے نتائج کی منضبط و منظم پیش کش کے بعد ہی ـــــ بھلے ہی وہ سامنے کی چیز لگیں ـــــ کوئی مفکر ترقی کرسکتا ہے!

بڑھاپا:ـ

بوڑھا ہونے کا مطلب ہے محض جذبے سے یکسر شفقت و رحمت کی طرف سفر!

حصول منزل کی تشنگی:ـ

ہر حصول منزل ایک SERVITUDE ہے جو ہمیں بلند تر منزل کے حصول پر مجبور کرتا ہے!

جب محبت موت بن جاتی ہے :-

محبت کی دیوانگی یہ ہے کہ ہم عجلت پسند ہو جاتے ہیں اور لذتِ انتظار کھو دیتے ہیں! ہم انجام تک جلد سے جلد پہنچ جانا چاہتے ہیں، اور یہی وہ نقطہ ہے جہاں محبت اور موت یکجا ہو جاتے ہیں آمنے سامنے!

وقت کا زیاں :-

زندگی مختصر ہے اور اسی لیے وقت کا کھونا سب سے بڑا گناہ ہے!

منہ سے نکلی ہوئی پرائی بات!

لکھنے کا مطلب ہے دلچسپی ختم کر دینا، فن میں تپاک کا عنصر بھی شامل رہتا ہے۔

یہ کس دیس کی بات ہے؟

سیاسی تقریریں اور لیڈروں کے بیان پڑھ کے یہ کربناک احساس ہوتا ہے کہ برسوں سے ایسی کوئی چیز نہیں سنی جو انسانوں کی سی ہو! ہمیشہ ایک سے الفاظ اور ایک سا جھوٹ! اور یہ بات کہ لوگ انھیں قبول کر لیتے ہیں اور ان کے غم و غصے نے ان کھوکھلے سحروں کی کبھی خبر نہیں لی ـــــ اس بات کا ثبوت ہے کہ لوگ اس امر کو اہمیت ہی نہیں دیتے کہ ان پر کس طریقے سے حکومت ہو رہی ہے۔

دو رخ :-

کوئی کام بھی ایسا نہیں جو ہم کسی ایک فرد کے حق میں کریں اور اس سے کسی نہ کسی دوسرے پر ضرب نہ پڑتی ہو۔ کبھی کبھی تو کسی سے محبت باقی سب کو مار ڈالنے تک پہنچا دیتی ہے!

آئیڈیل اور اندھی تقلید :-

کرسچین کمیونزم کے بارے میں: پورا سوال یہاں آ کے ختم ہوتا ہے: کیا انصاف کے آئیڈیل کی خاطر کوئی محض احمقانہ خیالات کو من و عن مان لے؟ اس کا جواب اثبات میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں ایسا کرنا اچھی چیز ہے، نفس چیز! لیکن اگر کوئی نفی میں جواب دے تو وہ انکار بھی ایمان دارانہ ہی سمجھنا چاہیے۔ کچھ عیسائیت کی سی بات ہے۔ کیا عیسائیت کو ماننے والے انجیلوں کے سارے تضادات اور چرچ کی ساری زیادتیوں کو بھی اپنے اوپر اوڑھ لیتے ہیں! ... اور اس عدالت کو بھی جس نے گیلیلیو کو سزا دی تھی!!

اُف یہ پہاڑ اور یہ دشمن :-

ہر روز جب وہ پہاڑ پر گھوم کے واپس آتا تو: چپ چپا، بالوں میں گدا، پھپھوندی لگی ہوئی، جسم پہ جا بجا دن بھر کی محنت کی خراشیں، پھر آہستہ آہستہ اس حصۂ زمین نے اپنے دشمن کو دوستی میں تبدیل کرنا شروع کر دیا اور وہ اس خوبصورت سفید بادل کی مانند ہوتا گیا جو اس تنہا دیودار کے پیچھے سے ایک دم اچک کے نمودار

ہو جاتا ہے جو پہاڑ کی اونچی چوٹی پر اکیلا کھڑا ہے! آہستہ آہستہ وہ اس خوشبودار چٹانی دنیا کا ایک حصہ بنتا جا رہا تھا جب سب سے اونچی چوٹی پر پہنچ کر اس نے اپنے نیچے پھیلے ہوئے سلسلہ در سلسلہ پہاڑی گاؤں کا خوبصورت منظر دیکھا اور اب اسے سکون یا محبت کی جیسی آسودگی نہیں، بلکہ ایک قسم کے اندرونی معاہدہ کا احساس ہونے لگا جو وہ اجنبی غیر ملکی ــــ فطرت کے ساتھ کر رہا تھا! ایک صلحنامہ دو کڑے اور جنگلی چہروں کے درمیان!! دشمنوں کا قرب نہ یہ کہ دوستوں کا معاملہ! [لارنس کو گواہ بناؤں کہ معاملہ کچھ ایسا ہی .... ہے: پہاڑوں میں دوستی نہیں دشمنی کی فضائیں ملتی ہیں۔ مگر عجیب مانوس مانوس، روح پرور، دشمنی جس سے دل میں شعلے بھڑکتے ہیں ٹھنڈک نہیں پڑتی!]

کوئی بڑی محبت:۔

زندگی کا لطف و انبساط: یہ ہے وہ چیز جو انتشار لاتی ہے، ذہنی مرکوزیت کو ختم کر دیتی ہے، اور عظمت کی طرف جھکنے میں رکاوٹ بن کے کھڑی ہو جاتی ہے۔ مگر پھر بنا لطف کے آخر...! نہیں، کوئی حل نہیں، جب تک تم ایک عظیم محبت کو اپنی بنیاد نہ بنا لو اور پھر اسی میں زندگی کا سرچشمہ "تلاش نہ کر لو ــــ بلا سزا، اور بلا انتشار!

... الفسکم:۔

کیا ایسا ممکن ہے، دوستووسکی پوچھتا ہے، کہ کوئی اپنے آپ سے واقف ہوتے ہوئے اپنے لیے ذرا بھی عزت واحترام کا جذبہ محسوس کر سکے!

صرف چند گھنٹے:۔

ہم حقیقت میں تو اپنی زندگی کے صرف چند گھنٹے ہی زندہ رہتے ہیں!

کون کیا ہے کسی کو کیا معلوم:۔

ہبل کا خیال ہے کہ ہمیں کسی شخص کے بارے میں اس امر سے کوئی رائے قائم نہیں کرنی چاہیے کہ وہ کیا لکھتا ہے یا کیا کہتا ہے۔ میں اس پر اضافہ کرتا ہوں کہ ــــ اس سے بھی نہیں کہ وہ کیا کرتا ہے!

دنیا کا تماشا:۔

نہیں، کلیئر، نہیں، یہ تماشا ہرگز نہیں ہے، کوئی چیز ہے جو مجھے ایسا ماننے سے باز رکھتی ہے۔ اگر اداکار یہ سمجھ بنا کام کرے کہ وہ کوئی رول ادا کر رہا ہے تو اس کے آنسو حقیقی آنسو ہو جائیں گے اور زندگی حقیقی زندگی۔ جب کبھی اپنے دل پر چھائے ہوئے غم اور خوشیوں کے بارے میں سوچتا ہوں تو علم کی اسی رو میں بہہ جاتا ہوں کہ جو کھیل میں کھیل رہا ہوں نہایت گمبھیر اور جوش انگیز کھیل ہے اور میں اس میں ایک مکمل اداکار ہونا چاہتا ہوں۔ مجھے اپنی شخصیت کی ذرہ برابر پروا نہیں، نہ میں اسے بنانے کی فکر میں ہوں۔ میں اپنی زندگی کو تجربہ نہیں سمجھنا چاہتا بلکہ وہ کچھ ہونا چاہتا ہوں جو میری زندگی مجھے بنا رہی ہے۔ تجربہ میں خود ہوں اور یہ زندگی ہے جو مجھے سدا تخلیق کر رہی اور ڈھال

کررہی ہے۔ اگر میرے پاس کافی قوت اور صبر کی طاقت ہوتی تو میں جان سکتا کہ میں کس حد تک غیر شخصی ہو سکتا ہوں۔ دیکھتا ہوں میری قوت برداشت مجھے فعّال لاشئے بننے کے راستے پر کتنی دور تک لے جاتی ہے!

دولتمند اور آسمان :۔

دولتمند ہو جانے کے بعد تو جیسے ہر شئے کی قدر و قیمت اور نوعیت ہی بدل جاتی ہے۔ آسمان غریب کے لیے ایک بے پایاں رحمت ہے تو اس کے لیے محض فطرت کا ایک مظہر!

تجربہ اور تجربہ کار :۔

تم تجربہ کر کر کے تجربہ کار نہیں بن سکتے۔ تجربے تخلیق کرنا ممکن بھی نہیں تمہیں تو بس ان میں سے ہو کے گزرنا ہوگا! یہ سب عملی دنیا کی باتیں ہیں۔ جب ہم تجربہ کر چکتے ہیں تو ہم زیادہ عاقل و فرزانہ نہیں زیادہ تیز اور اس خاص سلسلہ کے زیادہ ماہر ضرور ہو جاتے ہیں؛ لیکن یہ کتنی بڑی قیمت ہے!

پیری و جوانی :۔

عہد جوانی میں دوسروں سے اس سے زیادہ کا متوقع رہتا تھا جتنی ان کی سکت تھی: ان کی مسلسل دوستی، ان کے جذبات و احساسات۔ اب پیری تک پہنچتے پہنچتے مجھے یہ آگیا ہے کہ ان کی وسعت سے کمتر توقع کروں: ہر بات اور بات ہوئی جارہی ہے آج!

کتاب زمانہ :۔

کتاب کا ایک حسین صفحہ میرے سامنے کھلا ہوا ہے۔ مگر یہ کتاب زمانہ کے مقابلہ میں کیسا بے سواد اور بے رنگ ہے!

مسرت یا آگہی :۔

مسرت نہیں آگہی چاہتا ہوں!

یہ چھوٹی مچلتی فطرت :۔

کوئی یہ سوچنے لگے کہ اس نے اپنے آپ کو دنیا سے الگ کاٹ پھینکا ہے تو دوسرے ہی لمحے زیتون کے قد آور جھومتے درخت یا صبح کی سنہری دھوپ میں جاگتا ہوا ساحلِ سمندر بھی سامنے آکے علحدگی کے احساس کو ختم کر دیتے ہیں!

خوش نام اور بدنام :۔

ہر بار مجھے دوستی کا کوئی حقیر سا ٹکڑا، جذب و ربط کا کوئی ایک حصہ حاصل کے رہ گیا ہے۔ پورا جذبہ، مکمل دوستی کبھی نہیں! اچھی شہرت کی نسبت برائی پر نام نکل جائے تو بہ سہولت قابل برداشت ہے کیونکہ اچھائیوں کو چلاتے رہنا ایک بھاری بوجھ ہوتا ہے، تمہیں مسلسل اپنے کو اس معیار کا ثابت کرتے رہنا پڑتا ہے اور ذرا کہیں

جھول آئے تو تمھارے خلاف ایک فردِ جرم تیار رکھی ہوتی ہے! اس کے برخلاف بدشہرتی کی صورت میں تمھارے ہر جھول پر تمھیں چھوٹ ملتی چلی جائے گی!

معصوم :۔

معصوم اسے کہتے ہیں جو کسی بات کی وضاحت و تشریح نہیں کرتا!

جسم کی اہمیت :۔

جسم خود آگاہی کا راستہ ہے، لیکن وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ ہماری حدود کہاں ختم ہو جاتی ہیں!

سادہ اور حسین :۔

یہ خیال جانے کیوں لوگوں میں راسخ ہوتا جاتا ہے کہ اگر تم زندگی کو سادہ اور حسین سمجھتے ہو تو گویا تم نے اُسے سمجھا ہی نہیں!

قلم کی برتری :۔

کبھی کبھی میں ایسی تحریریں بھی لکھتا ہوں جن پر میرا کوئی بس ہی نہیں چلتا، جو جیسے میرے قابو سے نکل جاتی ہوں ۔ اور اسی سے ثبوت ملتا ہے اس بات کا کہ میرے اندر جو کچھ ہے وہ مجھ سے زیادہ طاقتور ہے ۔

صرف ایک فرض :۔

قبروں پر جا بجا کتبے لگے ہیں: یہ بچہ تھا، پھول کی مانند؛ یہ نوجوان لڑکی تھی، نوخیز کلی . . . اور ان کتبوں کے درمیان کوئی یکایک مجھ سے اخلاقیات پر ایک کتاب لکھنے کو کہے تو میں اس کے سو صفحے بالکل سادہ چھوڑ کے آخری صفحہ پر صرف یہ لکھ دوں گا کہ "میں تو بس ایک فرض کو جانتا ہوں اور وہ ہے محبت!"

لوگ! لوگ!! لوگ!!!

لوگ کیا سوچیں گے؟ لوگ! لوگ!! لوگ!!!

پچھلے سائے :۔

نئی ابھرتی نسل پر سیاہ سائے پڑنے سے بچانے کے لیے ہمیں اسے ۱۸ ویں صدی کے سارے ادب سے بچانا ہوگا ۔ کیا یہ ممکن ہے؟

تنہا اور غیر معروف زندگی کی مسرت :۔

اس شخص کی قوت عظمت کا کیا ٹھکانا جو اپنا دل صرف اس وقت دوسروں کے سامنے کھولتا ہے جب وہ بالکل ضروری ہی ہو جاتا ہے! مجھے اکیلا پن! بہت ستاتا ہے لیکن دوسرے پر اپنی بات کبھی نہیں کھولی ۔ اسی لیے تنہائی کی روح فرسا تکلیف پر غالب بھی آتا رہا ہوں ۔ اور آج تو اس سے بڑی مسرت کی بات

ہی نہیں ہے کہ کوئی تنہا اور غیر معروف زندگی گزار جائے! آج پہلی بار میں غیر مبہم طور سے مسرت کا مطلب سمجھ رہا ہوں جو اس سے قطعاً مختلف نہیں ہے جب ایک عام آدمی کہتا ہے "میں خوش ہوں"!

میری بے پناہ قوت :-

اپنے اندر گہری اور شدید قوت محسوس کرتا ہوں جو مجھے اس طرح رہنے کے قابل بنائے گی جس طرح میں چاہتا ہوں۔

ماضی سے بے نیاز، نیا کھیل :-

میں مستقبل کے بارے میں مذبذب ضرور ہوں، لیکن اپنے ماضی اور خود اپنے آپ سے مکمل آزادی حاصل کر چکا ہوں۔ یہی میری مفلسی ہے اور یہی میری دولت! یہ ایسا ہی ہے جیسے کھیل کو از سر نو شروع کر رہا ہوں، نہ پہلے کی نسبت خوش، نہ ناخوش، لیکن اس بات سے آگاہ کہ مجھ میں کتنی قوت ہے! اپنی منزل کی طرف رواں!!

زندگی، تصدیق :-

زندگی کے معنی ہیں تصدیق!

سب سے بالاتر :-

نوجوان سے، جسے پھانسی کی سزا مل چکی ہے، آخری خواہش پوچھی جا رہی ہے۔ "کچھ لکھنا چاہتے ہو؟" "ہاں" پھر قلم اٹھا کے لکھتا ہے "فتح کا دن"۔ "کچھ اور چاہتے ہو؟" "ہاں" نوجوان جواب دیتا ہے اور پوچھنے والے افسر کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیتا ہے۔ افسر ہکا بکا رہ جاتا ہے اور آہستہ آہستہ سوچتا ہے... اب ہم اس کا کچھ بگاڑ ہی نہیں سکتے!!

ہائے انسان کی خواہش بے تاب! :-

خواہش پر فتح نہ پائے تو سمجھو انسان نے کچھ بھی زیر نہیں کیا۔ اور یہ وہ منزل ہے جس میں شاید وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا!

فن کار صلیب پر :-

اس سماج میں جہاں گناہ و ثواب کا تصور بدل چکا ہے، خوب و ناخوب میں تمیز کی رہنمائی کا کام مبلغ اور عالم دین کے بجائے فن کار کو مل گیا ہے۔ مبلغ اور عالم کی بات اس لیے وزن رکھتی تھی کہ وہ اس پر عامل ہوتا تھا؛ فن کار جب خود مثال بن کر پیش ہونے لگے تو اسے جلا وطن کر دیا جاتا ہے یا گولی مار دیتے ہیں!

عظیم روحیں :-

عظیم روحیں میری تنہا دلچسپی ہیں، گو میں خود ایک عظیم روح نہیں!

یہ کہاں کی بات ہے :-

ہمارا ایک ملک ہو، ہمارا اپنا ملک، جس میں ہم ایک سرے سے دوسرے تک بلا دغدغہ سفر کر سکیں!

قربانی کا قانون :-

عہد انقلاب میں بہترین لوگ انقلاب کی نذر ہو لیتے ہیں۔ قربانی کا قانون بالآخر کائروں اور باتوں والوں کو زندہ چھوڑ دیتا ہے کیوں کہ مرنے والوں کو اپنا سب کچھ قربان کر دینے کی دھن میں سنہری موقع سے فائدہ اٹھانے کا خیال ہی نہیں آیا!

مصلحت و مصالحت :-

کیا مذہب صحیح سالم بچ رہتا ہے؟ نہیں! اگر وہ مصلحت و مصالحت، ٹھیک کے قریب قریب کے اصول کو مان لیتا ہے، تو پھر قطعی نہیں!!

انصاف یا آزادی؟ :-

آزادی اور انصاف یکجا نہیں ہو پاتے، آزادی کئی جگہ انصاف کی راہ میں آڑے آجاتی ہے میں انصاف کو آزادی پر ترجیح دیتا ہوں اس لیے کہ زیادہ سے زیادہ مخلوق کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ جب کہ آزادی گنے چنوں کے کام کی ہوتی ہے! آزادی شاید انسان کا مقدر رہی نہیں!!

سیاست زدگی :-

اگر کلاسکیت جذبہ کو نظم و ضبط میں لانے کا نام ہے تو ایک کلاسیکی عہد وہ ہوا جب فن ایسی ہیئت اور ایسے پیرایۂ اظہار اختیار کرے کہ اس عہد کے لوگوں کے جذبات کی (نظم و ضبط کے ساتھ) عکاسی ہو۔ آج جب اجتماعی جذبات نے انفرادی جذبات پر برتری حاصل کر لی ہے، اب فن کو محبت پر قابو پانا نہیں ہے بلکہ سیاست پر!

آج کا تنہا مسئلہ :-

کیا ہم عقل کی لامحدود قوت پر ایمان رکھے بنا دنیا کو بدل سکتے ہیں؟ عقلیت پسندانہ اور مارکسی خیالوں کے باوجود، دنیا کی تمام تاریخ آزادی کی تاریخ ہے۔ آزادی کی راہیں پیش رفت کے طور سے کیسے طے کی جا سکتی ہیں؟ یہ کہنا بے شک غلط ہے امور طے شدہ ـــــ مردہ اشیا رہیں۔ اگر طے شدہ کوئی چیز ہے تو وہ، وہ ہے جو کچھ کہ ہو چکا ہے۔ خود، خدا بھی، اگر اس کا وجود ہے، ماضی کو نہیں بدل سکتا۔ او مستقبل اس کے ہاتھ میں بھی اتنا ہی ہے جتنا انسان کے، نہ کم نہ زیادہ!!

انصاف اور آزادی :- اگر انسان انصاف اور آزادی کو ملا نہیں سکا تو سمجھو وہ ہر چیز میں ناکام ہو گیا!!

اپنی تردید میں :-
ہر فلسفہ خود اپنے آپ کی صفائی اور تاویل ہوتا ہے۔ یکہ و تنہا اور اوریجنل فلسفہ وہ ہوگا جو کسی دوسرے شخص
کو صحیح ثابت کرے گا۔

انفرادی ملکیت :-
آدمی محض سماج ہی تو نہیں! کم سے کم اس کی موت تو صرف اسی سے تعلق رکھتی ہے۔ زندگی میں رشتے
رابطے بھلے ہی ہوں، پر، ہم مرتے تو محض اپنے ہی لیے ہیں!

آزاد یاسیت اور طلائی جبریت :-
میری یاسیت سے کوئی مسیحی یا مارکسی کمیونسٹ کیوں الجھے۔ انسان کا اولین گناہ اور اس پر خدا کا
عذاب میری ایجاد تو نہیں ہے، نہ ہی میں نے کہا ہے کہ انسان محض اپنی سعی سے اپنے آپ کو بچا سکنے پر
قادر نہیں ہے۔ دوسری طرف مارکسی رجائیت پر بھی مجھے ہنسی آتی ہے۔ کم انسانوں نے اپنے ساتھی انسانوں
کو اتنا کمل، کم عیار، کم اعتبار سمجھا ہوگا جتنا ان رجائیت پسندوں نے۔ یہ لوگ سمجھا بجھا کے راہ راست پر
لانے کے قابل نہیں ہوتے: کوئی بورژوا کبھی مزدور نہیں بنایا جا سکتا، اور ان کی دنیا میں معاشی حالات
مسیحی خدا کے منشاء و مشیت سے زیادہ خوفناک قسم کی جبریت پیش کرتے ہیں!
اگر عیسائیت انسان کے بارے میں یاسیت پسند ہے تو انسانی تقدیر کے بارے میں امید پرور ہے
مارکسیت انسانی تقدیر اور انسانی مزاج کے بارے میں یاسیت پسند ہے تو وہ تاریخ کے ارتقا کے بارے
میں امید پرور ہے (مگر تضاد تو دیکھیے!) اور خود میں انسانی صورت حال کے بارے میں یاس زدہ ہونے کے
باوجود انسان کے بارے میں کبھی مایوس نہیں ہوا ہوں۔ اور کوئی اس بات کو یکسر کیسے نظر انداز کر سکتا ہے
کہ انسان پر اس شدت اور اس آہنگ میں اعتماد کا اظہار اب تک کسی نے نہیں کیا۔ میں مکالمہ اور بحث
کی قوت کو بھی مانتا ہوں، خلوص کو بھی مانتا ہوں!!

عقیدہ اور آسودگی :-
یہ ہے ایک ایسا شخص جس کے پاس ایک عقیدہ ہے جس کی خاطر وہ لڑ سکتا ہے۔ وہ خوش ہے۔
یہ بات اس اطمینان و آسودگی سے عیاں ہے جو اسے اپنے گھربار، اپنی زندگی اور اپنے پیشے میں میسر ہے۔

جو مجھ سے عظیم تر ہے :-
زندگی اور مصوری میں خدا کے بغیر بھی میری گزر ہو سکتی ہے مگر ایک "تکلیف زدہ مخلوق کی حیثیت سے
میں اسے نظر انداز نہیں کر سکتا جو مجھ سے عظیم تر ہے: تخلیقی قوت میری زندگی!!

تکمیل کی خاطر:۔

میری موت ہر چیز کو تکمیل بخش دے گی، اور پھانسی پاکر میرا مقصد مکمل اور ناقابلِ دسترس ہو جائے گا!

مساوی شمار:۔

سنہ ۱۹۰۵ء کا ماسکو انقلاب ایک چھاپہ خانہ میں ہڑتال سے شروع ہوا جہاں مزدوروں کا مطالبہ تھا کہ کمپوزنگ کی اجرت میں فل اسٹاپ اور کاما (۔ ،) کو بھی پورے حرفوں کے مساوی شمار کیا جائے!!

انسانی گوشت امداد کی بھیک مانگتا ہے:۔

ماسکو کمیون کے دوران گولہ باری سے منہدم ایک عمارت کے سامنے کسی نے ایک پلیٹ رکھ دی تھی جس میں انسانی گوشت کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا تھا۔ ساتھ میں رکھے رقعہ پر لکھا تھا، آفت کے ماروں کی مدد کیجیے!

مسرت اور قوت ارادی:۔

مسرت کے لیے اصل چیز قوت ارادی ہے، ایک طرح کی وسیع ہمہ وقتی آگہی۔ پھر سب کچھ، عورت، فن، دنیاوی فتحمندیاں، بہانے بنتے چلے جاتے ہیں مسرت کے لیے۔

حاضر و موجود سے بیزاری:۔

انقلاب کی روح، انسان کی موجودہ حالت کے خلاف احتجاج کا نام ہے ... یہ احتجاج فرد اپنی تقدیر کے کے خلاف کرتا ہے؛ اور ظالم اور سرمایہ دار کٹھ پتلیاں محض بہانہ بن کے نشانہ بن جاتی ہیں!

محنت کی عظمت:۔

محنت کی عظمت کھلا فریب ہے سوائے اس کے کہ محنت کرنے والا اسے آزادانہ طور پر قبول کرتا ہو!

ماضیٔ مرحوم:۔

ہر مرحوم عظمت و احترام کا مستحق ٹھہر جاتا ہے۔ یہی ماضی کا معاملہ ہے جو موت کی آغوش میں پہنچ چکا ہے جس کے سبب اس میں دلآویز دھندلکے بھر دیے جاتے ہیں!

تہذیب اور تمدن:۔

کلچر کی تقدیر ایک سویلزیشن کو جنم دینا: یونان نے روم کو پیدا کیا: یونانی روح، رومی ذہن!